﴿......اِنَّ الفَضلَ بِيَدِ اللّٰہِ یُؤتِیہِ مَن یشاء☆﴾(آل عمران:۷٤) ﴿......عَسٰی اَن یَبعَثَکَ رَبُّکَ مَقَاماً محموداً﴾ (بنی اسرائیل:۸۰)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ:— نصیر احمد قمر

جلد ۵ جمعۃ المبارک ۱۱ر دسمبر ۱۹۹۸ء شمارہ ۵۰

۲۲ر شعبان ۱۴۱۹ ہجری ☆ ۱۱ر فتح ۱۳۷۷ ہجری شمسی

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

مومن کے لئے بہت ضروری ہے کہ کبھی بے خوف نہ ہو اور ہر وقت توبہ و استغفار کرتا رہے

☆ سچی توبہ کرنے والا معصوم کے رنگ میں ہوتا ہے ☆

"غرض یہ مقام ڈرنے کا ہے کیونکہ طاعون بڑی شدت کے ساتھ پھیل رہی ہے اور جو اس وقت بھی خدا تعالیٰ کے ساتھ اپنا معاملہ صاف نہیں کرتا وہ بڑے خطرہ کی حالت میں ہے۔ نفاق کام نہیں دے گا۔ اسی واسطے اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے" اَلَّذِیْنَ اٰمَنُوا وَلَمْ یَلْبِسُوْٓا اِیْمَانَھُمْ بِظُلْمٍ"۔ (الانعام: ۸۳) بعض اوقات انسان موجودہ حالت امن پر بھی بے خطر ہو جاتا ہے اور سمجھ لیتا ہے کہ امن میں زندگی گزارتا ہوں۔ مگر یہ غلطی ہے کیونکہ یہ تو معلوم نہیں ہے کہ سابقہ زندگی میں کیا ہوا ہے اور کیا کیا بے اعتدالیاں اور کمزوریاں ہو چکی ہیں۔ اسی واسطے مومن کے لئے بہت ضروری ہے کہ وہ کبھی بے خوف نہ ہو اور ہر وقت توبہ و استغفار کرتا رہے کیونکہ استغفار سے انسان بدیوں کے برے نتائج سے بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بچ رہتا ہے۔ یہ سچی بات ہے کہ توبہ اور استغفار سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔ اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَیُحِبُّ الْمُتَطَھِّرِیْنَ۔ (البقرہ: ۲۲۳)

سچی توبہ کرنے والا معصوم کے رنگ میں ہوتا ہے۔ پچھلے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں پھر آئندہ کے لئے خدا سے معاملہ صاف کر لے۔ اس طرح پر خدا کے اولیاء میں داخل ہو جائے گا اور پھر اس پر کوئی خوف و حزن نہ ہو گا جیسا کہ فرمایا ہے اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَاخَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَاھُمْ یَحْزَنُوْنَ۔ (یونس: ۶۳)

خدا تعالیٰ نے ان کو اپنا ولی کہا ہے حالانکہ وہ بے نیاز ہے۔ اس کو کسی کی حاجت نہیں۔ اس لئے استغناء ایک شرط کے ساتھ ہے وَلَمْ یَکُنْ لَّہٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ۔ (بنی اسرائیل: ۱۱۲)۔ یہ بالکل سچی بات ہے کہ خدا تعالیٰ ٹھڑ کر کسی کو ولی نہیں بناتا۔ بلکہ محض اپنے فضل اور عنایت سے اپنا مقرب بنا لیتا ہے۔ اس کو کسی کی کوئی حاجت نہیں ہے اس ولایت اور قرب کا فائدہ بھی اسی کو پہنچتا ہے۔ ہزاروں ہزار فوائد اور امور ہوتے ہیں جو اس کے لئے مفید ثابت ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں قبول کرتا ہے۔ اور نہ صرف اس کی دعائیں قبول کرتا ہے بلکہ اس کے اہل و عیال، اس کے احباب کے لئے بھی برکات عطا کرتا ہے اور صرف یہاں تک ہی نہیں بلکہ ان مقاموں میں برکت دی جاتی ہے جہاں وہ ہوتے ہیں اور ان زمینوں میں برکت رکھی جاتی ہے اور ان کپڑوں میں برکت دی جاتی ہے جن میں وہ ہوتے ہیں"۔

(ملفوظات جلد سوم، طبع جدید، صفحہ ۵۹۴، ۵۹۵)

آزمائشوں کو مد نظر رکھتے ہوئے ان آزمائشوں کے لئے تیاری شروع کرو

واستعینوا بالصبر والصلاۃ ۔ سچا صبر عبادت کے ذریعہ نصیب ہو سکتا ہے

ربوہ کا نام بدلنے کی کوشش ظاہر کررہی ہے کہ مخالفین کے دلوں میں ایک آگ لگی ہوئی ہے اور ان کی بھڑکن کم ہی نہیں ہو رہی

جماعت احمدیہ تو مٹنے والی جماعت ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت کو کامیاب سے کامیاب تر کرتا چلا جائے گا

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۲۷ر نومبر ۱۹۹۸ء)

لندن (۲۷ر نومبر): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ البقرہ کی آیت ۱۷۳ کی تلاوت کی اور اس کا ترجمہ پیش کرتے ہوئے بتایا کہ اس میں مومنوں کو حکم دیا گیا ہے کہ جو اللہ نے تمہیں رزق عطا فرمایا ہے اس میں طیبات میں سے کھاؤ اور اللہ ہی کا شکر ادا کرو اگر تم اس کی عبادت کرتے ہو۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ کے رزق میں سے طیبات میں سے کھانے کے دو معنی ہیں۔ اول یہ کہ جو بھی اللہ نے رزق عطا فرمایا ہے اس میں سے بہترین کھایا کرو یعنی جو تازہ، بہترین اور صحت کے لئے مفید ہو۔ دوسری بات یہ ہے کہ مومنوں کو تو اللہ تعالیٰ طیب رزق ہی عطا فرمایا کرتا ہے یعنی اس میں غیر اللہ کی کوئی ملونی نہیں۔ اور مومن کی کمائی کے پاکیزہ ہونے کی طرف از خود اس میں اشارہ موجود ہے۔ حضور نے فرمایا کہ دنیا کا بہترین رزق بھی ہو لیکن اگر گندی کمائی سے خریدا ہے تو اس کا سارا اثر گندہ ہو جاتا ہے اور اس میں کوئی برکت باقی نہیں رہتی۔

باقی صفحہ نمبر ۱۰ پر ملاحظہ فرمائیں

مختصرات

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ انٹرنیشنل پر روزانہ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ "ملاقات" کا پروگرام نشر ہوتا ہے۔ یہ پروگرام احباب کی دینی اور روحانی تعلیم و تربیت کے لئے بے حد مفید اور اہم ہے۔ مختصرات کے اس کالم میں ہم ہفتہ بھر کے پروگرام "ملاقات" کی مختصر ڈائری پیش کرتے ہیں تا کہ اگر کوئی دوست اصل پروگرام سن یا دیکھ نہیں سکے تو وہ مطلوبہ پروگرام کا حوالہ دے کر اپنے ملک کے شعبہ سمعی و بصری سے یا شعبہ آڈیو ویڈیو (یو۔ کے۔) سے اس کی ویڈیو حاصل کر سکیں۔ اس ہفتہ کے پروگرام "ملاقات" کا مختصر خلاصہ اپنی ذمہ داری پر ہدیۂ قارئین ہے۔

ہفتہ، ۲۱ر نومبر ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ بچوں کی ملاقات کا وہ پروگرام جو آج ہی ریکارڈ کیا گیا تھا براڈ کاسٹ کیا گیا۔ آغاز حسب معمول تلاوت کلام پاک سے ہوا اور پھر نظم کے بعد ایک تقریر "اسلام میں عورت کا مقام" پر ہوئی۔ اس کے بعد پھر ایک نظم ہوئی جس کے بعد فی البدیہہ تقریروں کا مقابلہ لڑکوں میں ہوا۔ پہلا موضوع رمضان المبارک کی برکات تھا۔ دوسری تقریر ارکان اسلام پر تھی۔ تیسری تقریر "میں ہفتے کے روز بچوں کی کلاس میں کیوں شامل ہوتا ہوں" کے موضوع پر تھی۔ بچے نے اس کلاس کی افادیت پر اظہار خیال کیا۔ ایک عنوان "خدا کے پیغمبر" تھا۔ اس بچے نے روانی کے ساتھ اپنے دو منٹ کا استعمال کیا۔ رسول اور نبی اور شرعی اور غیر شرعی نبیوں کی وضاحت کی۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے متعلق ایک بچی نے تقریر کی۔ تقریر خوب تھی اور حضور نے اسے سراہا۔ اس تقریر کے آخر پر حضور نے سب سے ایک سوال پوچھا کہ دنیا کی ان تین خواتین کا نام بتائیں جو سب سے پہلے اپنے زمانے کے نبی پر ایمان لائی ہوں۔ تمام حاضرین میں سے کوئی بھی نہ بتا سکا۔ سوائے ایک نام یعنی حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے۔ تو حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ حضرت خدیجہؓ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کی زوجہ محترمہ اور حضرت حوا علیہا السلام۔

اتوار، ۲۲ر نومبر ۱۹۹۸ء:

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ انگریزی بولنے والوں کی ملاقات کا وہ پروگرام نشر کیا گیا جو ۲۵ر دسمبر ۱۹۹۴ء کو ریکارڈ کیا گیا تھا۔

سوموار، ۲۳ر نومبر ۱۹۹۸ء:

آج حضور انور کے ساتھ ۲۶ر ستمبر ۱۹۹۶ء کو ریکارڈ اور براڈ کاسٹ کی گئی ہومیو پیتھی کلاس نمبر ۱۸۱ دوبارہ دکھائی اور سنائی گئی۔

منگل، ۲۴ر نومبر ۱۹۹۸ء:

آج حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۸۸ منعقد اور نشر ہوئی۔ کلاس کا آغاز سورۃ الطلاق کی آیت نمبر ۷ سے ہوا۔ طلاق شدہ خواتین کی عزت و احترام کے لئے قرآنی تعلیم ایسی وضاحت سے بیان کی گئی ہے کہ اس کے نفاذ سے سوسائٹی کا امن و اطمینان جنت کا نمونہ پیش کرتا ہے۔ یعنی ایسی عورتوں کو جس طرح تم رہتے ہو اسی طرح ان کو گھر میں رکھو۔ اور اس طرح انہیں harass نہ کرو کہ وہ گھر چھوڑنے پر مجبور ہو جائیں۔ اور حاملہ ہونے کی صورت میں ان کے وضع حمل کا انتظار کرو اور اس کے بعد اگر تم اس عورت سے بچے کو دودھ پلوانا چاہو تو اسے تنخواہ دو اور ایک دوسرے سے معاملہ فہمی اور موافقت کے ماحول میں اور دستور کے مطابق اجرت کو طے کرو۔ لیکن اگر تنگی محسوس کرو یعنی اگر عورت بعض دفعہ علیحدگی کی صورت میں ایسی باتیں طے کرنے میں بوجھ محسوس کرتی ہے تو بہتر ہے کہ کوئی دوسری عورت اس بچے کو دودھ پلائے۔ اور اس کے خرچ کی ذمہ داری باپ کی ہو گی۔ وغیرہ۔

آیت نمبر ۸ میں اُمراء کو اپنی مالی حالت اور کم مال والوں کو اپنی اپنی توفیق کے مطابق اس عورت پر خرچ کرنے کی نصیحت کی گئی ہے اور ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے اس تعلیم پر عمل کرنے والے اور آسائش بہم پہنچانے والے قدرے غریبوں کو امید دلائی ہے کہ اللہ ان کی تنگی کو کشائش میں بدل دے گا۔ حضور انور نے فرمایا کہ کیا اللہ تعالیٰ ہر تنگی کے بعد فراخی پیدا کرتا ہے؟ یہ ایک گہری بات ہے۔ حضور نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ انسان جب بھی کوئی کام مثلاً کوئی Skill شروع کرے تو شروع میں تنگی محسوس

کرتا ہے، آہستہ آہستہ تنگیاں اور سختیاں برداشت کرتے کرتے وہی سختیاں آسان لگنے لگتی ہیں۔ اور جو خدا کی خاطر سختیاں برداشت کرتا ہے اس کے لئے اللہ آسانی پیدا کر دیتا ہے۔

سورۃ الطلاق کے بعد سورۃ التحریم کا درس شروع ہوا۔ سورۃ التحریم کا آغاز ایک اہم سوال سے ہوتا ہے کہ اے نبی تو نے اپنی بیویوں کی خوشنودی کی خاطر ایک ایسی چیز اپنے اوپر کیوں حرام کر لی جسے خدا نے حلال قرار دیا ہے۔ حضور نے فرمایا دراصل آپؐ بیویوں کی رضا بھی خدا کی خاطر ہی چاہتے تھے لیکن اسے اس حد تک لے جایا جائے کہ اچھی بات کو اپنے اوپر حرام کر دے اس پر توجہ دلائی گئی کیونکہ نبی کا اسوہ تمام دنیا کے لئے، تمام وقتوں کے لئے تھا۔ آیت نمبر ۳ میں خطاب تمام انسانوں کی طرف ہے۔ لغو قسموں سے مراد وہ قسمیں ہیں جو رسماً کھائی جاتی ہیں۔ ایسی قسموں کے علاوہ دوسری قسموں کو پورا کرنا از حد ضروری ہے۔

بدھ، ۲۵ر نومبر ۱۹۹۸ء :

آج حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ ترجمۃ القرآن کلاس نمبر ۲۸۹ منعقد اور نشر کی گئی۔ آج کلاس سورۃ التحریم کی آیت نمبر ۹ سے شروع ہوئی۔ اس سورۃ میں توبہ کا ذکر ہے اور آیت نمبر ۹ میں مومنوں کو خلوص نیت کے ساتھ توبہ کرتے ہوئے جھکنے کی نصیحت ہے اور فرمایا کہ اگر ایسا کرو گے تو بعید نہیں کہ خدا تمہاری برائیوں کو دور کر دے اور نہروں والی جنات میں داخل کر دے۔ اس دن اللہ کا وعدہ ہے کہ وہ اہل بیت اور مومنوں کو پاک کر دے گا۔ " نُورُهُم يَسْعىٰ بَيْنَ اَيْدِيْهِم وَ بِاَيْمَانِهِمْ " خالص توبہ کرنے والے مومنین کے سامنے اور دائیں طرف ان کا نور تیزی سے دوڑے گا۔ یہاں بائیں طرف کا ذکر نہیں ہے۔ اس سلسلے میں حضور انور نے فرمایا کہ چونکہ بہکانے والوں کے حملوں کا امکان ہوتا ہے اس لئے بائیں طرف کو کھلا چھوڑ دیا گیا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ مجھے یاد آرہا ہے کہ کسی خطبہ جمعہ میں وضاحت سے اس پر بات کر چکا ہوں۔ آئندہ کلاس میں انشاء اللہ اس بات کو کھول دیا جائے گا۔

آیت نمبر ۱۰ میں آنحضرت ﷺ کو کفار اور منافقین کے ساتھ زور اور تاکید کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ آیت نمبر ۱۱ میں کفار کے لئے دو نبیوں (یعنی حضرت نوحؑ اور حضرت لوطؑ) کی بیویوں کی مثال پیش کی گئی ہے کہ ان کی خیانت کی وجہ سے وہ جہنم میں ڈالی گئیں۔ اور وہ دونوں نبی انہیں اس عذاب سے بچا نہ سکے۔

آیت نمبر ۱۲ اور ۱۳ میں مومنوں کی مثال فرعون کی بیوی اور مریم بنت عمران سے دی گئی ہے۔ فرعون کی بیوی اگرچہ شاندار محل میں رہ رہی تھی لیکن انہوں نے کبھی اپنے آپ کو محفوظ نہ سمجھا اور وہاں رہتے ہوئے بھی بے گھر تھیں۔ اور ان کی دعا ایک دل کی دردناک پکار تھی جو فرعون کے مظالم کے خلاف ہی نہیں بلکہ اس کے گندے اعمال اور گھناؤنے اعتقادات کے بھی خلاف تھی جن سے وہ نجات چاہتی تھیں۔ تو یہاں مومن مرد یاد رکھیں کہ ان کی مثال ایک عورت سے دی ہے جو بہت بہادر تھیں۔ ایسے گھر میں رہتی تھیں جہاں مظالم توڑے جاتے تھے، اعمال اور عقائد غلط تھے لیکن انہوں نے اپنی حفاظت خود کی اور خدا سے دعا کرتی رہیں۔ اس لئے اگر تم مومن ہو تو کم از کم اس عورت کے برابر تو بن کر دکھاؤ۔ ایک ظالم اور جابر حکومت جو کچھ کر رہی ہے اسے برداشت کر کے دکھاؤ اور یہ تو کم از کم مثال ہے۔ مکمل مثال اور خدا کی بلند توقعات کے مطابق مومن کی مثال مریم بنت عمران کی ہے جس نے اپنی عفت کی حفاظت کی۔ تو کم از کم اس عورت کا نمونہ تو دکھاؤ جو نفس کی ہر قسم کی ادنیٰ خواہشات سے نجات کے نتیجے میں پیدا ہوتا ہے۔ حضور نے فرمایا یہ مضمون ہے جسے حضرت مریمؑ کی مثال بنایا گیا۔

اس کے بعد سورۃ الملک کا ترجمہ شروع ہوا۔ آج آیت نمبر ۶ تک کا ترجمہ اور تشریح بیان ہوئی۔

جمعرات، ۲۶ر نومبر ۱۹۹۸ء :

آج حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ ۲۷ر ستمبر ۱۹۹۶ء کو ریکارڈ اور براڈکاسٹ کی گئی ہومیوپیتھی کلاس نمبر ۱۸۲ دوبارہ نشر کی گئی۔

جمعۃ المبارک، ۲۷ر نومبر ۱۹۹۸ء :

آج فرنچ بولنے والے زائرین کے ساتھ حضور انور کی ملاقات کا وہ پروگرام جو ۲۳ر نومبر ۱۹۹۸ء کو لندن سٹوڈیو میں ریکارڈ کیا گیا تھا۔ پہلی بار نشر کیا گیا۔ مختصر کارروائی درج ذیل ہے۔

☆...... ایک صاحب نے بخاری اور مسلم کی ایک حدیث جو حضرت ابن عمرؓ سے روایت کی گئی ہے پڑھی جس میں یہ بیان تھا کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ لوگوں سے اس وقت تک برسرپیکار رہوں جب تک کہ وہ احکام اسلام، کلمہ، صلوٰۃ، زکوٰۃ، روزہ اور حج کے پابند نہ ہو جائیں۔ تو اس میں اُقَاتِلَ النَّاس کا کیا مطلب ہے؟۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ ایک وسیع مضمون ہے اور دو صحیح کتب حدیث میں درج ہے اسلئے معنی رکھتا ہے۔ اور اگر ایسا ہی ہے کہ خدا نے حکم دیا تھا تو آپ نے اس پر عمل کیوں نہ کیا۔ الفاظ یہ ہیں کہ مجھے تلوار اٹھانے کا حکم دیا گیا ہے جب تک لوگ ارکان اسلام کے پابند نہ ہو جائیں۔ فتح مکہ کے وقت کیا ہوا۔ کئی لوگ آپ کے پاس آئے، کئی لوگوں کے پاس آپؐ تشریف لے گئے لیکن کبھی کسی پر تلوار نہ اٹھائی۔ صرف ایک بات سمجھ آتی ہے کہ حدیث کے راویوں نے سمجھنے میں غلطی کی ہے۔ یہ صرف اس situation یا لڑائی میں قابل عمل ہو سکتی ہے جس میں دشمن نے پہل کی ہو۔ اگر اس نے آپ کو آپ کے دین پر عمل سے منع کیا تو اس کے ساتھ لڑنا واجب ہو گیا۔ اس لئے آنحضرت ﷺ کو یہ حکم دیا گیا صرف ایک استثناء کے ساتھ کہ وہ مسلمان ہو۔ حضور انور نے فرمایا یہ بہت عظیم حدیث ہے۔ اس لئے کسی مسلمان کے خلاف تلوار اٹھانے کی اجازت نہیں۔ جب وہ مسلمان ہونے کا اقرار کرے اور کہہ دے کہ میں مسلمان ہوں یہاں تک کہ اگر وہ لڑائی کے دوران موت کے خوف سے جان بچانے کے لئے بھی کہہ دے کہ میں مسلمان ہوں تو اس پر تلوار اٹھانے کی اجازت نہیں۔ یہ اسلام کا بنیادی اصول ہے۔

☆...... انبیاء کی وفات کے بعد تابعین میں اختلاف رونما ہو جاتے ہیں۔ کیا ہر نبی کے بعد یہی ہوتا ہے اور کیوں؟ حضور انور نے فرمایا شروع میں تو اختلاف خلوص نیت پر مبنی ہوتا ہے کیونکہ خدا کا خوف ہوتا ہے اور تعبیر میں اختلاف ہو جاتا ہے جو قدرتی امر ہے کیونکہ ہر ایک اپنے اپنے زاویہ کے مطابق دیکھتا ہے۔ حضور انور نے مثال دے کر سمجھایا کہ مثلاً یہ قرآن مجید ایک میز پر پڑا ہوا ہے جسے مختلف زاویوں سے دیکھیں تو مختلف لوگوں کو مختلف نظر آئے گا۔ اگر پوچھیں تو کوئی کہے گا کہ ایک کتاب دیکھی، کوئی قرآن کہے گا، کوئی کہے گا کہ اس پر کچھ لکھا نظر نہیں آرہا۔ اسلئے آغاز میں لوگ اچھے ہوتے ہیں لیکن بعد میں متعصب ہو جاتے ہیں اور اپنی بات پر اڑے رہنے میں فخر سمجھتے ہیں۔ اس طرح آہستہ آہستہ اختلاف گہرے ہوتے جاتے ہیں۔ اور وہ اپنے نظریے کو صحیح قرار دینے پر بضد ہو جاتے ہیں اور اختلافات ان پر چھا جاتے ہیں۔

☆...... وہ شخص جس نے پنڈت لیکھرام کو قتل کیا، اس کو کیا سمجھیں؟۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کوئی قطعی اور کافی شہادت موجود نہیں جس سے اس شخص کی پہچان ہو سکے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے دشمن بھی جو شہادت اکٹھی کر سکے وہ اتنی ہی تھی کہ آریہ سماج کا ایک آدمی لیکھرام کو پسند کرتا تھا اور اس کے گھر میں اس کی خدمت پر مامور تھا۔ جب اس نے لیکھرام کو قتل کر دیا تو ساتھ کے کمرے سے اس کی بیوی چلاتی ہوئی آئی۔ اس نے اس آدمی کو اس تین منزلہ گھر کی اوپر کی سیڑھیوں پر چڑھتے دیکھا۔ وہ نیچے کود نہیں سکتا تھا اور نہ ہی اسے کسی نے نیچے اترتے دیکھا۔ نیچے بازار میں کسی نے اسے نہیں دیکھا اور نہ کوئی اس کے پیچھے بھاگا۔ وہ کون تھا، کیا وہ انسان کے بھیس میں فرشتہ تھا۔ کوئی نہ جان سکا اور یہ Mystry ہی بنی رہی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا سے علم پا کر جس طرح پیشگوئی کی تھی عین اسی طرح پوری ہوئی۔ اس پر آریوں کا شور و غوغا بلند ہوتا رہا یہاں تک کہ ایک برٹش سپرنٹنڈنٹ پولیس قادیان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے گھر کی تلاشی کیلئے بھیجا گیا۔ جب وہ آئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام بالکل پرسکون رہے اور سپرنٹنڈنٹ اپنی کارروائی کرتے رہے۔ لیکن کوئی ایسا نشان نہ مل سکا جس سے آپ اس کے قتل کے حصہ دار سمجھے جاتے۔ ان حالات میں یہ معمہ آج تک حل نہیں ہو سکا کہ وہ کون تھا۔

☆...... تیسری جنگ عظیم کے دوران کون سی Survival technique سیکھنی چاہئے؟۔ حضور انور نے فرمایا خدا کا خوف اور خدا کی محبت۔ اور یہ ایک ہی چیز کے دو نام ہیں۔ ڈرنے سے ایسا ڈر مراد نہیں جس طرح شیر سے ڈرا جاتا ہے۔ بلکہ یہ ڈر ہو کہ ہم اللہ کے پیار اور حفاظت سے دور نہ ہو جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ یہ جنگ آگ ہے ؎

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار

اس لئے خدا کا غضب اپنی محبت کو نہیں جلائے گا۔

☆...... کیا بیاہ شادی اور مہندی کی رسم آنحضرت ﷺ تک جاتی ہے۔ جیسے آج کل لوگ مناتے ہیں اس کی اہمیت کیا ہے؟ حضور انور نے فرمایا آنحضرت ﷺ کے زمانے میں شادیاں اس طرح نہیں ہوتی تھیں جس طرح آج کل۔ شادی چونکہ خوشی کا موقعہ ہے اس لئے مختلف ملکوں میں مختلف طرز سے منائی جاتی ہے۔ پاکستان اور انڈیا میں امراء اور غرباء کے لئے یہ سجنے سجانے کا موقعہ بن گیا۔ لگتا ہے کہ کسی عقلمند نے اسے رواج دیا ہے کیونکہ مہندی کے رنگ سے ہاتھ سج جاتے ہیں اور اس کا کوئی ردّ عمل نہیں۔ آہستہ آہستہ لوگوں نے مبالغہ آمیزی اور اسراف سے کام لینا شروع کیا تو حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اصلاحی کوششیں کیں۔

☆...... کیا پوپ اور ہمارے درمیان تعلقات ہیں؟ اور اگر ہیں تو کیسے ہیں؟ حضور انور نے فرمایا احمدیت اور ویٹیکن کے درمیان کوئی تعلقات ممکن نہیں اور دونوں Poles Apart ہیں۔ صرف Diplomatic حد تک ہو سکتے ہیں۔ ایک دفعہ میں جب سوئٹزرلینڈ میں تھا تو وہاں کے سفیر نے ہماری مسجد میں آکر یہ معلوم کرنا چاہا کہ پوپ کا ایک سیاسی قسم کے جلسہ کا ارادہ ہے۔ میں نے کہا ہماری کوئی دلچسپی نہیں اور نہ ہی ہمارا کوئی امکان ہے۔ ہم کس طرح Compromise کر سکتے ہیں۔ وہ کہیں گے تین خدا اور ہم کہتے ہیں ایک خدا۔ تو کیا پھر Compromise اس بات پر کر لیں گے کہ دو ہیں۔ یہ ناممکن ہے۔ نہیں ہرگز نہیں۔

☆...... ہم احمدی خیر اُمّت اور ماڈل قرار دئے گئے ہیں لیکن دوسرے لوگ بعض خوبیاں زیادہ رکھتے ہیں۔ مثلاً ظاہری صفائی، وعدے کا پورا کرنا، پابندیٔ وقت وغیرہ میں زیادہ اچھا نمونہ دکھاتے ہیں۔ حضور کے خیال میں اس کی کیا وجہ ہو سکتی ہے؟۔ حضور انور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ خدا تعالیٰ آپ کو بہتر بنانا چاہتا ہے اور بہتر کی توقع رکھتا ہے۔ کیونکہ آپ آنحضرت ﷺ کے نمائندہ ہیں جو سب انبیاء سے بڑھ کر تھے لیکن اگر آپ نہیں ہیں تو یہ آپ کا قصور ہے۔

(مرتبہ: امتہ المجید چوہدری)

زندہ نبی

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: آنحضرت ﷺ کے برکات اور فیوض ابدی ہیں اور ہر زمانہ میں آپؐ کے فیوض کا دروازہ کھلا ہوا ہے۔ اسی لئے آپ کو زندہ نبی کہا جاتا ہے اور حقیقی حیات آپ کو حاصل ہے"۔

(الحکم ۱۰ر اگست ۱۹۰۲ء صفحہ ۷)

اپنے آپ کو محنتی بناؤ۔ اپنے کام میں تنوّع پیدا کرو تاکہ نیک نتائج نکلیں، سلسلہ کو وسعت حاصل ہو اور آپ لوگوں کی مستقل یادگاریں قائم رہیں

سیدنا حضرت المصلح الموعود خلیفة المسیح الثانی رضی الله عنه کی مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ کو نہایت اہم نصائح

۴؍جنوری ۱۹۳۶ء کو بیرونی ممالک سے قادیان (ہندوستان) واپس آنے والے مبلغین مکرم صوفی مطیع الرحمٰن صاحب ایم اے اور مکرم مولوی محمد صادق صاحب اور انگلستان و فلسطین جانے والے مبلغین مکرم مولوی جلال الدین صاحب و مکرم مولوی محمد سلیم صاحب کی دعوت چائے کے موقعہ پر حضرت امیر المومنین خلیفة المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے مبلغین سلسلہ عالیہ احمدیہ کو نہایت ہی اہم نصائح فرمائیں۔ حضور رضی اللہ عنہ کا یہ خطاب ۹؍جنوری ۱۹۳۶ء کے روزنامہ الفضل قادیان دارالامان میں صفحہ ۴ تا ۷ میں شائع ہوا۔ ذیل میں اس نہایت اہم و بصیرت افروز خطاب کا ایک حصہ ہدیہ قارئین ہے۔ (مدیر)

حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"......... جو آنے والے دوست ہیں ان کے لئے باتیں سننے کے توانشاء اللہ بہت سے مواقع ہیں مگر جانے والوں کے لئے یہ ملاقات کا آخری موقعہ ہے۔ اس لئے میں انہی کو مخاطب کر کے چند باتیں بیان کرتا ہوں۔

ان کو یاد رکھنا چاہئے کہ انہیں تبلیغ اسلام کے رستہ میں کئی قسم کے حادثات پیش آئیں گے۔ کئی اونچ نیچ کے واقعات پیدا ہونگے۔ جب وہ لوگوں کو تبلیغ کریں گے تو بعض تالیاں بجائیں گے، نعرے بھی لگائیں گے۔ مگر ان کے دلوں میں موافقت نہ ہو گی۔ وہ اسلام کی صداقت کے قائل نہ ہونگے۔ پیش کردہ امور کی تائید نہیں کریں گے۔ تمہیں ان کے ظاہری حالات کو دیکھ کر خوش نہیں ہونا چاہئے اور ان ظاہری حالات سے متاثر ہو کر یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ ہمارا راستہ پرامن اور صاف ہے، ہمیں کوئی مشکلات پیش نہیں آئیں گی، ہماری باتیں سب لوگ بخوشی قبول کرلیں گے۔

پھر کئی جگہ ایسا ہوگا کہ آپ لوگ دین کی باتیں سنائیں گے مگر لوگ نہیں سنیں گے۔ تکالیف پہنچائیں گے، برا بھلا کہیں گے مگر ایسے موقعوں پر مایوس نہیں ہونا چاہئے بلکہ امید رکھنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ ضرور کامیابی عطا کرے گا۔ وہ اتفاق اور وہ تائید جو کسی کے دل سے نہیں نکلتی سلسلہ احمدیہ کے لئے مفید نہیں ہو سکتی۔ اسی طرح نہ وہ بے پرواہی اور ایذا رسانی جس کا سامنا ہو مضر ہو سکتی ہے۔ بالکل ممکن ہے کہ جو ظاہر اطور پر تعریف و توصیف کرنے والے ہوں وہ یہ خیال کریں کہ ان کا یہ رویہ ان کے لئے مضر ہے اور وہ مخالفت شروع کردیں۔ اسی طرح یہ بالکل ممکن ہے مخالفت کرنے والے محسوس کریں کہ ان کا رویہ شریفانہ نہیں ہے اور وہ اسے بدل کر تائید کرنے لگ جائیں۔ اس قسم کی باتوں سے مبلغ کو متاثر نہیں ہونا چاہئے۔ لیکن حالت یہ ہے کہ ذرا کسی مبلغ کو کوئی خوشکن بات معلوم ہو وہ لکھ دیتا ہے کہ عنقریب یہ سارا ملک فتح ہو جائے گا اور ذرا تکلیف پیش آجائے تو لکھ دیتا ہے کہ اس ملک میں تبلیغ کرنے سے قطعاً کوئی فائدہ نہیں ہو سکتا۔

اگر مبلغوں کی اس قسم کی خط و کتابت کا چارٹ تیار کیا جائے تو وہ ٹائیفائڈ کے چارٹ کی طرح کا ہو گا جس میں بخار کا اندازہ لگانے والی لکیر کبھی اوپر ہوتی ہے اور کبھی یک لخت نیچے چلی جاتی ہے۔ ایک مبلغ ایک ہی ملک میں ایک وقت اپنے آپ کو کامیاب سمجھتا ہے لیکن وہی مبلغ اسی ملک میں دوسرے وقت میں اپنے آپ کو بالکل ناکام قرار دے رہا ہوتا ہے اور اس طرح لکیر یک لخت نیچے چلی جاتی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ وہ لوگوں کے ظاہری وقتی حالات سے متاثر ہو کر جھٹ ایک رائے قائم کر لیتے ہیں حالانکہ ایسے لوگ جو ظاہر اطور پر تائید کر رہے ہوں ہدایت نہیں پاسکتے۔ اور جو بظاہر مخالفت میں لگے ہوئے ہوں اُن کے متعلق یہ نہیں کہا جاسکتا کہ وہ ہدایت نہیں پاسکیں گے۔ ان دونوں قسموں کے لوگوں کو دیکھ کر کوئی رائے قائم کرنا صحیح طریق نہیں ہے۔ صحیح طریق وہی ہے جس میں وقتی جذبات کو شامل نہ کیا جائے کیونکہ وقتی جذبات بدلتے رہتے ہیں۔ ہر انسان کے متعلق جب ہم دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بعض جذبات طبعی ہوتے ہیں اور بعض عارضی۔ ماں باپ کو اپنی اولاد سے، بیوی خاوند کو ایک دوسرے سے، بھائی کو بہن سے اور بہن کو بھائی سے ایک دائمی محبت ہوتی ہے اور ایک وقتی جو تفصیلی امور سے تعلق رکھتی ہے۔ ایک بیٹے کے متعلق ایک وقت باپ یہ خیال کرتا ہے کہ یہ نالائق ہے اس سے مجھے کیا تعلق۔ لیکن دوسرے وقت وہ کہتا ہے یہ بیٹا میرا سہارا ہے اسکے سوا میرا اور کون ہے۔

مبلغین کو چاہئے کہ جب وہ تبلیغی امور کی رپورٹ لکھیں تو عارضی جذبات اور وقتی معاملات کو نظر انداز کر کے اصل حقیقت بیان کریں۔ کیونکہ صبح کے واقعات شام کو اور شام کے واقعات صبح کو غلط ثابت ہو جاتے ہیں اور ان پر زور دینا اپنی کمزوری کو ظاہر کرنا ہوتا ہے۔ تمہیں چاہئے کہ ہر قسم کے واقعات میں سے اس چیز کو لے لو جو حقیقی ہے اور جو تار کے طور پر سب واقعات میں چلی جاتی ہے۔ دیکھو تسبیح کو اگر کسی جگہ سے پکڑ کر لٹکایا جائے تو اس کا ایک حصہ اوپر ہو جائے گا اور دوسرا نیچے۔ مگر یہ اس کی ظاہری حالت ہو گی ورنہ تاگا ایک ہی ہو گا جو اوپر نیچے یکساں چلا گیا۔ یہی حالت قوموں کی ہوتی ہے اور اسی کو بدلنا اور اسی کی اصلاح کرنا ہمارا فرض ہے۔

ایک بڑے مضبوط آدمی کو نزلہ اور زکام کی شکایت ہو جاتی ہے لیکن ایک کمزور محفوظ رہتا ہے۔ اس سے اگر کوئی یہ اندازہ لگائے کہ وہ جسے زکام نہیں ہوا وہ زیادہ طاقتور ہے اور وہ جسے زکام ہوا وہ کمزور ہے تو یہ غلط ہو گا۔ طاقت اور کمزوری کے لئے صحت کے اصل رشتے اور تار کو دیکھنا چاہئے نہ کہ ایک آدھ دن کی بیماری یا صحت کو دیکھنا چاہئے۔ اگر آپ لوگ اس نکتہ کو یاد رکھیں گے تو نہ خوشی کے وقت اصل حقیقت آپ کی آنکھوں سے اوجھل ہو گی نہ کوئی غم اور تکلیف آپ کو مایوس کرے گی اور نہ اتار چڑھاؤ کے جذبات سے آپ لوگ متاثر ہونگے۔ کیونکہ دیکھ سکیں گے کہ حقیقت وہ ہے جو ان سب واقعات کے بیچ میں سے اسی طرح گزرتی ہے جس طرح منکوں میں سے تاگا۔

پس جب تم تبلیغ اسلام کا کام کرو تو نتائج کا انحصار درمیانی واقعات پر مت رکھو۔ اسی طرح جب تم رپورٹ لکھو تو بھی اس بات کو مد نظر رکھو۔ یہ وہ بیک گراؤنڈ (Background) ہے جس پر تمہاری جدوجہد کی بنیاد ہونی چاہئے اور یہ اکثر ظاہر کے خلاف ہوا کرتی ہے۔ تمہیں اپنے کام میں پس پردہ حالات کو نگاہ میں رکھنا چاہئے اور انہی پر انحصار کرنا چاہئے۔

دوسری بات میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ کام کرنے کا معیار دنیا میں عام طور پر فرق رکھتا ہے۔ کئی لوگ تھوڑا کام کرتے ہیں لیکن سمجھتے ہیں وہ بڑا کام کرتے ہیں۔ کئی لوگ بہت کام کرتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ تھوڑا کیا۔ صحیح طریق یہ ہے کہ دوسری قوموں کے کام کا اندازہ لگا کر اسے اقل ترین معیار قرار دیا جائے اور پھر اپنے کام کو دیکھا جائے کہ وہ کس قدر ہے۔ کام کا وہ اندازہ جو اپنی طبیعت کی حالت سے لگایا جائے وہ طبیعت کی پریشانی کے لحاظ سے ہوتا ہے کہ بہت کام کیا یا کم۔ لیکن طبیعت کے پریشان ہونے سے جو بوجھ اور تکان محسوس ہوتی ہے وہ اس بات کا ثبوت نہیں ہوتا کہ بہت کام کیا بلکہ یہ کام کرنے کے خلاف جذبہ ہوتا ہے۔ میرا یہ احساس ہے جس کا میں کئی بار اظہار کر چکا ہوں اور شاید مجلس میں اس کا بیان کرنا موزوں نہ ہو مگر چونکہ اس بات کی اصلاح کی ضرورت ہے اس لئے میرے نزدیک اس کے بیان کرنے میں حرج نہیں۔ میرا احساس یہ ہے کہ ہمارے مبلغین عام طور پر کام کرنے کے معنی نہیں سمجھتے۔ میں جو کچھ ان کے متعلق سمجھتا ہوں ممکن ہے وہ غلط ہو۔ مگر میرا خیال ہے کہ اس وقت مبلغ جو کام کر رہے ہیں انسانی نقطۂ نگاہ سے اس سے دس گنا زیادہ کام کیا جاسکتا ہے، اگر وہ صحیح طور پر اپنے اوقات صرف کریں۔ میں یہ نہیں کہتا کہ وہ دیدہ دانستہ فارغ بیٹھے رہتے ہیں مگر یہ ضرور کہتا ہوں کہ جسے وہ کام کہتے ہیں اس کے لحاظ سے وہ فارغ رہتے ہیں۔

میں نے بار بار مبلغین کو توجہ دلائی ہے کہ ان کے کام کے معنی صرف تقریریں کرنا نہیں۔ جب تک وہ اپنا کام صرف تقریریں کرنا سمجھیں گے اس وقت تک ان کا بہت سا وقت فارغ ہی رہے گا۔ کیونکہ سارا دن کوئی شخص تقریریں نہیں کر سکتا۔

میں خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت دیر تک بول سکتا ہوں اور جن لوگوں سے میں ملا ہوں ان میں سے کوئی ایسا نہیں جو باوجود اس کے کہ میری صحت کمزور ہے، مجھ سے زیادہ دیر تک بول سکتا ہو۔ مگر میں جانتا ہوں کہ تقریر کرنے کے بعد اس قدر کوفت ہوتی ہے کہ جسے نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ممکن ہے میرا یہ اندازہ اپنے متعلق ہو اور کوئی اور شخص ہر روز بارہ گھنٹے بول سکتا ہو اور ۱۲ سال یا ۲۰ سال یا ۵۰ سال تک روزانہ اسی طرح بول سکتا ہو مگر میں یہی سمجھتا ہوں کہ انسان ایک حد تک بول سکتا ہے۔ زیادہ لمبا عرصہ نہیں بول سکتا۔ کیونکہ جس طرح انسان کا ہر عضو تھکتا ہے اسی طرح بولنے سے گلے میں بھی تھکاوٹ ہوتی ہے اور جس طرح اور محنتیں دماغ پر اثر کرتی ہیں بولنے کی محنت ان سے زیادہ اثر کرتی ہے۔

ان حالات میں یہ سمجھنا کہ مبلغ کا کام صرف تقریریں کرنا ہے اور وہ چھ سات گھنٹے اپنی دوسری ضرورتوں میں صرف کرنے کے بعد باقی سترہ اٹھارہ گھنٹے روزانہ کام میں لگا سکتا ہے، درست نہیں ہو سکتا۔ اور جب تک مبلغ یہ سمجھتے ہیں کہ ان کا کام صرف تقریریں کرنا ہے اس وقت تک وہ فارغ ہی رہیں گے، باوجود اس کوفت کے جو تقریریں کرنے سے انہیں ہوتی ہے۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہو گا جبکہ کوئی دوسرا کام نہ ہو۔ لیکن جب اور کام بھی ہو تو باوجود اضمحلال کی حالت کے وہ کام کر سکتے ہیں۔

میں نے اس طرف بار بار توجہ دلائی ہے کہ **مبلغین کا کام صرف تقریر کرنا نہیں بلکہ تربیت کرنا ہے اور دوسروں میں کام کرنے کی روح پیدا کرنا ہے۔ پھر تالیف و تصنیف کا کام ہے۔** خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سلطان القلم کا خطاب دیا ہے۔ آپ کی جماعت میں شامل ہونے والوں کو بھی اس صفت کے حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ **پھر غرباء کی ترقی کا خیال رکھنا، بیکاروں کو کام پر لگانے کی کوشش کرنا، مصیبت زدوں کو مفید مشورے دینا۔ دوسرے لوگوں کے مفید اور اچھے کاموں میں دلچسپی لینا بھی مبلغین کے لئے ضروری ہے۔** مثلاً بیواؤں کی امداد کرنے والی انجمنیں خواہ غیر احمدیوں کی ہوں یا سکھوں کی یا ہندوؤں کی ان میں شامل ہو کر جو مبلغ کام کرتا ہے وہ تبلیغ کا ہی کام کرتا ہے اور اس قسم کے کام تبلیغ کا حصہ ہیں۔

اگر فی الحال یہ نہ سہی تو **اپنی جماعت کی ایسی ضروریات موجود ہیں جن میں مبلغ حصہ لے سکتا ہے۔ مثلاً رشتہ ناطہ کی مشکلات کو حل کرنا، بے کاروں کے لئے کام تجویز کرنا، مصیبت زدوں سے ہمدردی کرنا۔** یہ ایسی باتیں ہیں کہ ان کے کرنے سے اس قسم کی تکان نہیں ہوتی جو تقریر کرنے سے ہوتی ہے۔ اور اس طرح انسان سارا وقت کام میں صرف کر سکتا ہے۔ اگر ایک مبلغ اپنی رپورٹ نہیں بلکہ دوسرے مبلغین کی رپورٹیں پڑھے تو میرا خیال ہے کہ مبلغین کے کام کے متعلق وہی اندازہ اس کا ہو جو میرا ہے اور اپنی ذات کے متعلق اندازہ لگانے میں خواہ کسی میں کام کرنے کا کتنا ہی جوش ہو انسان غلطی کر سکتا ہے۔ اور یہ بھی ممکن ہے کہ دوسری طرف غلطی کا رخ ہو جائے یعنی انکسار کی طرف اور اپنے کام کو ہیچ سمجھنے کے متعلق مگر زیادہ تر غلطی اپنے کام کو زیادہ سمجھنے کی لگتی ہے۔ پس اگر مبلغ دوسروں کی رپورٹیں پڑھیں تو اندازہ لگالیں گے کہ ان کا زیادہ وقت بیکار گزرتا ہے۔

یاد رکھنا چاہئے کہ تقریر کرنا اصل تبلیغ نہیں۔ **تبلیغ زیادہ تر عملاً ہوتی ہے۔ دیکھو رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی تبلیغ میں تقریروں کا بہت کم حصہ ہے۔ عام طور پر لوگوں کی امداد کرنا، ان کی اخلاقی اور روحانی تربیت کرنا، ان میں خدمت دین کی روح پیدا کرنا اصل کام تھا۔** اسی طرح پر ہر ایک مبلغ بہت کام کر سکتا ہے اور عمر بھر کر سکتا ہے کیونکہ ان خدمات کے کرنے میں کسی ایک عضو کو استعمال نہیں کرنا پڑتا۔ بلکہ مختلف کاموں کے لئے مختلف اجزاء استعمال کئے جاتے ہیں۔ بعض خدمات ہاتھوں کے ذریعہ کی جاتی ہیں، بعض کانوں سے اور بعض آنکھوں سے، بعض پاؤں سے اور بعض زبان سے۔ اگر مبلغین مختلف کام کرنا اپنے ذمہ لے لیں گے تو انکا کوئی عضو اس قدر نہ تھکے گا کہ وہ اور کام کرنے کے قابل نہ رہیں۔ کیونکہ کبھی ہاتھ کام کر رہے ہونگے، کبھی پاؤں، کبھی زبان اور کبھی پیٹھ کام کر رہی ہوگی۔ یعنی بوجھ اٹھانے کا موقعہ ہو تو پیٹھ سے کام لیا جاسکتا ہے۔ اب بڑا نقص یہ ہے کہ ایک حصۂ جسم سے کام لیا جاتا ہے اور باقیوں کو بے کار چھوڑ دیا جاتا ہے۔

اب جو مبلغ بیرونی ممالک میں جارہے ہیں انہیں خصوصیت سے میں اس طرف توجہ دلاتا ہوں کہ وہ ان ملکوں میں جارہے ہیں جہاں لوگ اپنے ہر عضو سے کام لینے اور بہت سرگرمی سے کام کرنے کے عادی ہیں۔ انواع و اقسام کے کام کرنے کے عادی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ وہ شیطان کے لئے کام کرتے ہیں۔ **ہمارے مبلغین کو خدا تعالیٰ کیلئے کام کرنا چاہئے۔** ان ممالک کے لوگ رات دن محنت کرنے کے عادی ہیں اور اگر صرف محنت کرنا خدا تعالیٰ کی بخششیں حاصل کرنے کے لئے کافی ہوتا۔ تو یوروپ اس بات کا مستحق ہوتا کہ خدا تعالیٰ کی بخشش حاصل کر سکے۔

وہ لوگ ہر قسم کی مشکلات کا مقابلہ کرتے ہوئے کام کرتے ہیں اور ان کو دباتے ہوئے آگے نکل آتے ہیں۔ پرسوں ہی ہندوستان کے ایک سابق وائسرائے لارڈ ریڈنگ کے فوت ہونے کی خبر اخبارات میں چھپی ہے۔ وہ پہلی دفعہ ایک ادنیٰ مزدور کی حیثیت سے ہندوستان میں آئے تھے۔ پھر جب وہ وائسرائے کی حیثیت سے بمبئی میں اترے تو انہوں نے کہا کہ آج میں وہ بات بتاتا ہوں جو کسی کو معلوم نہیں اور وہ یہ کہ میں پہلی دفعہ ساحل ہندوستان پر جہاز میں کوئلہ ڈالنے والے لڑکے کی حیثیت سے اترا تھا۔ مگر آج وائسرائے کی حیثیت سے آیا ہوں۔ اسی طرح ایڈیسن جو بہت بڑا موجد گزرا ہے فونوگراف وغیرہ کا۔ وہ اپنی ابتدائی زندگی میں خطوط پہنچانے والے لڑکے کا کام کرتا تھا۔ اور وہ نو سال سے کام کرنے لگا۔ ادھر ادھر چٹھیاں پہنچانا اس کا کام تھا۔ اس وقت ایک خط پہنچا آنے کے بعد دوسرا خط ملنے تک اسے جو وقفہ ملتا اس میں سائنس کی کتابیں پڑھتا رہتا اور آخر اس نے وہ ترقی حاصل کی جسے ساری دنیا جانتی ہے۔

غرض انواع و اقسام کے کام کرنا، انواع و اقسام کی باتوں میں دلچسپی لینا، انواع و اقسام کے علوم کا مطالعہ کرنا جہاں انسان کو فارغ رہنے کی لعنت سے بچا سکتا ہے وہاں اس کے لئے ترقی کے راستے بھی کھول دیتا ہے۔ ہمیں یوروپ کی اتباع نہیں کرنی چاہئے۔ اور میں دوسروں سے بہت زیادہ اس کا مخالف ہوں مگر میں سمجھتا ہوں کہ **جو شخص خدا تعالیٰ کی خاطر ان علوم کی طرف توجہ کرتا ہے وہ اعلیٰ سے اعلیٰ نکات اخذ کر سکتا ہے۔** سائنس کیا ہے؟ خدا تعالیٰ کا فعل ہے۔ سائنس کے متعلق غور کرنے والے غلطیاں کر سکتے ہیں۔ جس طرح قرآن کریم پر غور کرنے والے بھی غلطیاں کر سکتے ہیں مگر اس سے قرآن کریم پر کوئی حرف نہیں آتا۔ اسی طرح اگر کوئی سائنس وغیرہ علوم پر غور کرنے والا غلطی کرتا ہے تو اس سے وہ علوم برے نہیں سمجھے جاسکتے۔ ہمارا فرض ہے کہ ان سے بھی فوائد حاصل کریں۔ میں جب ان علوم کی کتابیں پڑھتا ہوں تو مجھے ان میں بھی ایسی باتیں ملتی ہیں جو قرآن کریم کی صداقتوں کو واضح کرتی ہیں اور اسلام کی خوبیاں نمایاں کرتی ہیں۔

پس اس زمانہ میں انواع و اقسام کے جو علم نکل رہے ہیں کوئی وجہ نہیں کہ ہم ان کی طرف توجہ نہ کریں۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ہمارے مبلغ عام طور پر ان علوم کے نام تک نہیں جانتے۔ بیشک وہ سائنس کے ماسٹر نہ ہوں۔ مگر سائنس کی کتابیں پڑھنے سے ان کے معلومات میں وسعت پیدا ہوگی۔ اور قرآن کریم کے علوم سمجھنے میں مدد مل جائے گی۔ اس طرح ایک طرف تو دین کے نکات سمجھنے میں انہیں مدد ملے گی اور دوسری طرف ان علوم کی وجہ سے پیدا شدہ غلطیوں کی اصلاح کرنے کا موقعہ مل جائے گا۔

لوگوں کے ہزاروں عقائد اور خیالات کی بنیاد سائنس اور فلسفہ پر ہے گو بظاہر ایسا نظر نہ آئے لیکن پس پردہ یہی ہوتا ہے اور ان علوم کی کتب پڑھنے سے اس کا پتہ لگ سکتا اور اصلاح کا موقعہ مل سکتا ہے۔ مثلاً کفارہ کے متعلق عام طور پر جو کچھ بیان کیا جاتا ہے اس سے سمجھا جاتا ہے کہ عیسائیوں نے اسے ایجاد کیا لیکن دراصل اس کے پس پردہ رومی فلسفہ ہے جس کے نتیجہ میں کفارہ قرار دیا گیا۔ اور اس کی اصل شکل وہ نہیں جس طرح کہ اسے پیش کیا جاتا ہے۔ اور ہم جب تک اس فلسفہ کی حقیقت نہ سمجھیں جس کے نتیجہ میں کفارہ پیدا ہوا اس وقت تک کسی ماہر اور عالم عیسائی کو قائل نہیں کر سکتے مسئلہ کفارہ پر گفتگو کرتے ہوئے ہم ایک عام عیسائی کو رلا بھی سکتے ہیں اور ہنسا بھی سکتے ہیں لیکن جس نے عیسائیت کی تاریخ کا مطالعہ کیا ہو اور کفارہ کی اصل حقیقت جانتا ہو وہ ہماری باتوں سے اس وقت تک متأثر نہ ہوگا جب تک ہم اس بات تک نہ پہنچیں۔ جو کفارہ کے اندر کام کر رہی ہے۔

پس ان علوم کا مطالعہ کرنا بھی ضروری ہے اور خدمت دین کے لئے نہایت مفید ہو سکتا ہے۔ مگر یاد رکھو ان کی ہر بات کی نقل بری ہے اور ان کی اصطلاحات سے مرعوب ہو جانا غلطی ہے۔ ہمارا کام مفید باتوں سے فائدہ اٹھانا اور مرعوب کرنے والی باتوں کو توڑنا ہے۔

اصطلاحات کیا ہوتی ہیں۔ دراصل وہ علوم کے سمجھنے کے لئے اشارے ہوتے ہیں۔ ایک لمبے فقرہ کو اشارہ کے ذریعہ ادا کیا جاتا ہے نہ کہ وہی علم ہوتا ہے۔ پس دوسروں کی قائم کردہ اصطلاحات سے مرعوب ہونا بے وقوفی ہے اور علوم کی بنیاد ان پر رکھنا نادانی ہے، اس کا بھی مرتکب نہ ہونا چاہئے۔ پس ہر علم کی کتابیں پڑھی جائیں اور ان سے فائدہ اٹھایا جائے۔ اگر نصف یا چوتھائی حصہ ہی سمجھ میں آجائے تو وہی کام کے لئے کافی ہے۔

پھر تصنیف کرنا بھی مبلغین کے کاموں میں سے ایک اہم کام ہے۔ اور یہ مستقل یادگار ہوتی ہے۔ اگر خدا تعالیٰ وقت دے اور توفیق دے تو ضرور اس کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ ہزاروں مسائل ایسے ہیں جن کے متعلق ضرورت ہے کہ ان پر احمدی نقطۂ نگاہ سے لکھا جائے اور انہیں حل کیا جائے۔ پہلے لوگ ان کے متعلق اس رنگ میں لکھ ہی نہیں سکتے تھے کیونکہ ان کے لئے وہ عقدۂ لاینحل تھے۔ مثلاً اسلام میں اختلافات پر میں نے جو لیکچر دیا اور جس میں مسلمانوں کی باہمی لڑائیوں اور جھگڑوں کے اسباب اور وجوہات بیان کیں۔ اس کے متعلق بڑے بڑے تاریخ دان تسلیم کرتے ہیں کہ یہ باتیں ان پر پہلے نہ کھلی تھیں حالانکہ وہ اسلامی تاریخ کی کتابیں پڑھتے اور پڑھاتے تھے۔ وجہ یہ کہ وہ نقطہ ہم پر ہی کھل سکتا تھا۔ ہم سے پہلے اسلام سے بُعد کی وجہ سے یہ بات لوگوں کے ذہنوں سے مٹ چکی تھی کہ رسول کی قوت قدسی عام حالات سے نمایاں ہونی چاہئے۔ اسی طرح یہ خیال کہ بشریت کی غلطیوں سے صحابہ آزاد نہ تھے۔ ان باتوں کے مٹ جانے کی وجہ سے سنی ایک طرف چلے گئے اور شیعہ دوسری طرف۔ لیکن ہم نے جب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ قرآن کریم کو دیکھا، آپؑ کے عمل اور اثر کو دیکھا تو معلوم ہوا کہ نبی دنیا میں پاک جماعت قائم کرنے کے لئے آتا ہے مگر اس کے ماننے والوں سے بشری غلطیاں سرزد ہو سکتی ہیں۔ اس بات نے ہمیں اسلامی تاریخوں کے سمجھنے میں مدد دی اور ہم اصل حقیقت تک پہنچ گئے۔

میں نے اپنے اس مضمون میں صرف طبری کو لیا ہے اور اس بات کو مدنظر رکھا ہے کہ ہم یہ مان ہی نہیں سکتے کہ تمام صحابہ بددیانت اور خائن اور مفسد ہو سکتے ہیں۔ اور ادھر ہم یہ بھی نہیں مان سکتے کہ اسلامی تاریخوں میں جو باتیں آئی ہیں وہ سراسر غلط ہیں۔ ان میں اگر کچھ جھوٹ ہے تو سچ بھی ضرور ہے۔ یہ نکتہ ہے جس کو پیش نظر رکھ کر میں نے طبری کا مطالعہ کیا اور مجھے معلوم ہوا کہ طبری میں دو متوازی روایات چل رہی ہیں۔ ایک کو وہ غلط قرار دیتا ہے اور دوسری کو صحیح۔ عام لوگ اس بات کو اس لئے نہ سمجھ سکے کہ طبری ان باتوں کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے مختلف مقامات پر لاتا ہے۔ ان ٹکڑوں کو میں نے نکال کر ایک جگہ رکھ دیا۔ دوسرے لوگ دونوں قسم کی روایتوں کو آپس میں ملانے کی کوشش کرتے رہے مگر وہ نہ ملیں۔ اور جب سلسلہ ٹوٹا تو ایک روایت کو غلط قرار دے دیا اور دوسری کو صحیح۔ جس روایت میں کسی بڑے صحابی کا نام آگیا اسے صحیح کہنے لگ گئے اور دوسری کو غلط مگر اس طرح کچھ نتیجہ نہ نکلتا۔ طبری نے جن روایات کو ترجیح دی ہے انہوں نے ان کو نہ سمجھا حالانکہ وہ وجوہ ترجیح بھی بتاتا ہے مثلاً ایک نقطہ نگاہ یہ ہے کہ ایک روایت سے صحابہ پر اعتراض پڑتا ہے اور دوسرا یہ کہ اعتراض نہیں پڑتا۔ جن روایات سے اعتراض نہیں پڑتا ان میں واقعات کی کڑی ملتی جاتی ہے مگر جن سے اعتراض پڑتا ہے ان میں واقعات کی کڑی نہیں ملتی اور یہ ان کے غلط ہونے کا کافی ثبوت ہے۔

اب دیکھو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تاریخ اسلام پر کوئی لیکچر نہیں دیا مگر آپ کو قبول کرنے کی وجہ سے جو یہ بات ہمارے دماغوں پر حاوی ہو چکی ہے کہ رسول کے صحابہ سب کے سب گمراہ نہیں ہو سکتے اس سے اسلامی تاریخ کا نہایت پیچیدہ نکتہ ہم پر حل ہو گیا اور جن لوگوں تک میری وہ کتاب پہنچی ہے انہوں نے تسلیم کیا ہے کہ اس میں وہ عظیم الشان بات بیان کی گئی ہے جو اس سے پہلے انہیں معلوم نہ تھی۔

پس ہمیں وہ سہولتیں حاصل ہیں جو دوسروں کو میسر نہیں۔ ہمیں خدا تعالیٰ نے ایسی روشنی بخشی ہے جو اوروں کے پاس نہیں۔ اس لئے ہم سابقہ مشکلات کا حل کر سکتے اور اسلام کی صداقت کو نئے سے نئے رنگ میں پیش کر سکتے ہیں۔

ہمارے مبلغین کے لئے ضروری ہے کہ ایسے مسائل کو حل کریں۔ مثلاً غرانیق العلیٰ کے قصہ کی تحقیق ضروری ہے۔ اس کے علاوہ اور **ہزاروں مذہبی اور تاریخی مسائل ایسے ہیں جن کی وجہ سے اسلام پر اثر پڑتا ہے یعنی جن کے غلط رنگ میں پیش ہونے کی وجہ سے اسلام پر برا اثر پڑ رہا ہے اور ان کو اگر صحیح صورت میں پیش کیا جائے تو اسلام کے متعلق اچھی رائے پیدا کی جا سکتی ہے۔ پھر علمی، تمدنی، سیاسی ایسے مسائل ہیں جن کے متعلق احمدیت کے نقطۂ نگاہ سے بہت کچھ بیان کرنے کی ضرورت ہے۔** اور یہ کام مبلغ کر سکتے ہیں مگر نہیں کرتے۔ زنانہ تعلیمی کورس تیار کرنے کے متعلق کئی بار اخبار میں اعلان کیا گیا مگر اس کے متعلق کوئی کام نہ ہوا حالانکہ مبلغین کے پاس اس قسم کا کام کرنے کے لئے کافی وقت ہوتا ہے۔

باقی صفحہ نمبر ۳ پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

جب بھی دل میں اسلام اور بنی نوع انسان کا درد اٹھے تو اس کے نتیجے میں جو دعائیں پیدا ہوتی ہیں وہ بہت طاقتور ہوتی ہیں

محض خشوع و خضوع اور آنکھوں سے آنسو جاری ہونے کو نیک بندوں کی علامت قرار نہیں دیا جا سکتا

(حیا کے مضمون کی قرآن و حدیث کے حوالہ سے مختلف تفاصیل کا بیان)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۳/ اکتوبر ۱۹۹۸ء بمطابق ۲۳/ اخاء ۱۳۷۷ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العلمين - الرحمٰن الرحيم - ملك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتَابَ. اَفَلاَ تَعْقِلُوْنَ وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ. وَاِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ اِلاَّ عَلَى الْخٰشِعِيْنَ. الَّذِيْنَ يَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُلٰقُوْا رَبِّهِمْ وَاَنَّهُمْ اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ﴾

(سورة البقره: ۴۵ تا ۴۷)

ان آیات سے تعلق رکھنے والی احادیث کا بیان بھی گزر چکا ہے اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اقتباسات بھی اکثر میں پڑھ چکا ہوں۔ جو چند اقتباسات باقی ہیں آج انہی سے خطبہ شروع ہوگا۔ اس میں پہلا حصہ تو ایسا ہے جو پہلے بھی پڑھا جا چکا ہے مگر آخر پر جو مضمون بیان ہوا ہے وہ اس سے مختلف ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں "بہت سے ایسے فقیر میں نے بچشم خود دیکھے ہیں اور ایسا ہی بعض دوسرے لوگ بھی دیکھنے میں آئے ہیں کہ کسی دردناک شعر کو پڑھنے یا دردناک نظارہ دیکھنے یا دردناک قصہ کے سننے سے اس جلدی سے ان کے آنسو گرنے شروع ہو جاتے ہیں جیسا کہ بعض بادل اس قدر جلدی سے اپنے موٹے موٹے قطرے برساتے ہیں کہ باہر سونے والوں کو رات کے وقت فرصت نہیں دیتے کہ اپنا بستر بغیر تر ہوئے کے اندر لے جا سکیں"۔ (ضميمه براہين احمديه ، روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحه ۱۹۴)

یہ جو تشریح فرمائی ہے بہت ہی دلچسپ ہے اور راتوں کو باہر سونے والے، جیسا کہ ربوہ میں ہم گرمیوں میں باہر ہی سویا کرتے تھے، ان کو اس بات کا تجربہ ہے کہ بعض دفعہ بارش اتنا زور سے، اتنا اچانک برستی ہے کہ ناممکن ہو جاتا ہے کہ اپنے بستر کے کپڑے سنبھال لے، سنبھالتے سنبھالتے وہ گیلے نہ ہو چکے ہوں تو اندر اکثر بھیگے ہوئے بستر ہی پہنچا کرتے تھے۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی بڑے غور سے دیکھتے اور موقع اور محل پر اس یاد کو استعمال فرمایا کرتے تھے چنانچہ اس موقع پر بھی آپؑ نے فقیروں کی آنکھوں سے گرنے والے قطروں کی بہت ہی پیاری مثال دی ہے۔ یعنی ان کے قطرے تو پیارے نہیں ہیں جو گرتے ہیں مگر مثال بہت عمدہ ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ واقعۃً بعض لوگ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرما رہے ہیں آپ نے خود دیکھے ہیں کہ اچانک ان کی آنکھوں سے موٹے موٹے آنسو گرنے شروع ہو جاتے ہیں۔ کہاں سے آئے، کب پیدا ہوئے کچھ سمجھ نہیں آتی۔

آگے جا کر فرماتے ہیں، "میں اپنی ذاتی شہادت سے گواہی دیتا ہوں کہ اکثر ایسے شخص میں نے بڑے مکار بلکہ دنیاداروں سے آگے بڑھے ہوئے پائے ہیں اور بعض کو میں نے ایسا خبیث طبع اور بددیانت اور ہر پہلو سے بدمعاش پایا ہے کہ مجھے ان کی گریہ وزاری کی عادت اور خشوع و خضوع کی خصلت دیکھ کر اس بات سے کراہت آتی ہے کہ کسی مجلس میں ایسی رقت اور سوز و گداز ظاہر کروں"۔ یعنی سوز و گداز پیدا بھی ہو تو بمشکل ضبط کرتا ہوں اور ضبط کرنے کی کوشش کرتا ہوں کیونکہ ایسے بدبختوں کا نظارہ کیا ہوا ہے اور ان کی یاد حائل ہو جاتی ہے اس بات میں کہ میں بے اختیار اپنے دل سے اٹھنے والے سوز و گداز کو اجازت دوں کہ وہ آنکھوں سے برسے۔

"ہاں کسی زمانے میں خصوصیت کے ساتھ یہ نیک بندوں کی علامت تھی"۔ اب تو بدوں سے دنیا بھر گئی ہے کسی زمانے میں نیک لوگ یہ کیا کرتے تھے اور ان پر کوئی اعتراض نہیں تھا۔ "مگر اب تو اکثر یہ پیرایہ مکاروں اور فریب دہ لوگوں کا ہو گیا ہے۔ سبز کپڑے، بال سر کے لمبے، ہاتھ میں تسبیح، آنکھوں سے دمبدم آنسو جاری"۔ یہ نظارہ پاکستان کے فقیروں کو جس نے دیکھا ہو یا بنگلہ دیش کے فقیروں کو دیکھا ہو وہ گواہی دے گا کہ بعینہٖ یہی کیفیت ہوتی ہے لوگوں کی۔ "لبوں میں کچھ حرکت گویا ہر وقت ذکر الٰہی زبان پر جاری ہے اور ساتھ ساتھ اُس کے بدعت کی پابندی۔ یہ علامتیں اپنے فقر کی ظاہر کرتے ہیں مگر دل مجذوم، محبت الٰہی سے محروم"۔ مجذوم وہ جسے کوڑھ ہوا ہو۔ محبت الٰہی کی علامتیں ظاہر کرتے ہیں مگر کوڑھی دل سے محبت الٰہی کیسے اٹھ سکتی ہے۔

"دل مجذوم مگر محبت الٰہی سے محروم۔ اِلاَّ مَا شَاءَ اللّٰہُ۔ راست باز لوگ میری اس تحریر سے مستثنیٰ ہیں۔ جن کی ہر ایک بات بطور جوش اور حال کے ہوتی ہے"۔ وہ لوگ جو دل کے طبعی جوش سے بغیر کسی بناوٹ سے اپنے جذبات کا اظہار کرتے ہیں فرمایا وہ لوگ مستثنیٰ ہیں۔ جو "بطور جوش اور حال کے ہوتی ہے نہ بطور تکلف اور قال کے"۔ تکلف کا مطلب تو یہ ہے کہ وہ دکھاوا ہے بناوٹ ہے اور حقیقت سے کوئی تعلق نہیں اور قال سے مراد ہوتی ہے کہنا، صرف کہنے کی باتیں ہیں حقیقت کی باتیں نہیں ہیں۔ "بہرحال یہ تو ثابت ہے کہ گریہ وزاری اور خشوع و خضوع نیک بندوں کے لئے کوئی مخصوص علامت نہیں"۔ یعنی ان باتوں کو دیکھنے کے بعد ایک بات تو قطعیت سے ثابت ہو جاتی ہے کہ **محض خشوع و خضوع اور آنکھوں سے آنسو جاری ہونے کو نیک بندوں کی علامت قرار نہیں دیا جا سکتا۔**

"بلکہ یہ بھی انسان کے اندر ایک قوت ہے جو محل اور بے محل صورتوں میں حرکت کرتی ہے"۔ پس یہ قوت طبعیہ جس کے نتیجے میں دل حرکت میں آتے ہیں اور آنکھیں آنسوؤں سے بھر جاتی ہیں یہ دونوں صورتوں میں ہمیں جلوہ گر دکھائی دیتی ہیں بدوں کی صورتوں میں بھی اور نیکوں کی صورتوں میں بھی لیکن ان کی پہچان الگ الگ ہے اور سب سے زیادہ وہ شخص خود جانتا ہے جس کے دل سے ذکر الٰہی کے وقت محبت جوش مارتی ہے اور آنکھوں سے برستی ہے یا نہ بھی برسے تو زور اتنا مارتی ہے کہ گویا برس ہی جائے گی۔ تو اس پہلو سے اپنے دلوں کو ٹٹولتے رہنا چاہئے کہ کیا ہمارے دل واقعۃً ایسے ہی ہیں جن کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس طرح بیان فرمایا ہے کہ گویا اللہ کی رضا کی نگاہیں ہر وقت ان پر پڑتی ہوں۔

ایک اور اقتباس حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا میں نے ملفوظات جلد ۵ صفحہ ۵۹ سے لیا ہے یعنی جدید ایڈیشن میں یہ صفحہ درج ہے۔ آپ فرماتے ہیں "ابتدائے اسلام میں جو کچھ ہوا وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں کا نتیجہ تھا جو کہ مکے کی گلیوں میں خدا تعالیٰ کے آگے رو رو کر آپؐ نے مانگیں"۔ اب گلیوں میں رو رو کر مانگیں۔ ایک تو اس سے آپؐ کی دردناک کیفیت کا اظہار ہوتا ہے، ایسی دردناک کیفیت کہ اسے اللہ تعالیٰ اپنے پیارے بندے کے تعلق میں نظر انداز کر ہی نہیں سکتا تھا۔ دوسرے گلیوں میں رونا تو بظاہر دکھاوے کی علامت ہوتی ہے مگر کچھ لوگ دکھاوے بھی کرتے ہیں اور کچھ بے اختیار ہو کے روتے ہیں۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی یہ دوسری قسم کی مثال ہے کہ آپؐ بے اختیار ہو کر روتے تھے اور اس کا نتیجہ کیا ہوا خدا تعالیٰ کے آگے رو رو کر جو دعائیں آپ نے مانگیں۔ "جس قدر عظیم الشان فتوحات ہوئیں کہ تمام دنیا کے رنگ ڈھنگ کو بدل دیا وہ سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی

دعاؤں کا اثر تھا ورنہ صحابہ کی قوت کا تو یہ حال تھا کہ جنگ بدر میں صحابہ رضوان اللہ علیہم کے پاس صرف تین تلواریں تھیں اور وہ بھی لکڑی کی بنی ہوئی۔ یہ کیفیت تھی ان کی کمزوری کی۔ تو جو کچھ بھی انقلاب برپا ہوا وہ صحابہ کی قوت سے نہیں بلکہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی دعاؤں ہی سے ہوا۔

پس اس میں ایک سبق ہم سب کے لئے یہ ہے کہ **جب بھی دل میں اسلام اور بنی نوع انسان کا درد اٹھے تو اس کے نتیجے میں جو دعائیں پیدا ہوتی ہیں وہ بہت طاقتور ہوتی ہیں** اور اگر درد نہ اٹھے یا بناوٹ سے اٹھے تو کوئی دعا بھی نہیں بنتی۔ اس کے نتیجے میں کبھی دنیا میں انقلاب برپا نہیں ہوا۔

توجب تک بنی نوع انسان کے لئے گداختہ دل انسان پیدا نہ کرے، **ایسا دل جس میں سچی ہمدردی ہو، کسی کا غم کسی دوسری زمین کے کنارے پر ہو اور اس کے دل کو ستائے اگر ایسا دل ہے تو ایسے دل سے اٹھنے والی دعائیں خواہ آنسو نہ بھی نکل رہے ہوں پھر بھی مقبول ہوتی ہیں**۔ پس اس کیفیت کو مضبوطی سے پکڑلیں، حرزِ جان بنالیں، اس سے کبھی الگ نہ ہوں کیونکہ ہم نے دنیا میں بڑے بڑے انقلابات پیدا کرنے کا اعادہ کر رکھا ہے، ارادہ کر رکھا ہے۔ اور اعادہ غلطی سے کہا مگر اصل میں اعادہ ہی کہنا چاہئے تھا کیونکہ پہلے انقلابات تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے زمانے میں برپا ہو گئے تو اب انہی انقلابات کے اعادہ کرنے کا ہم نے ارادہ کر رکھا ہے۔

ایک اور اقتباس آئینہ کمالات اسلام، روحانی خزائن جلد ۵ صفحہ ۱۸۵ سے لیا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں "اللہ جل شانہ سے وہ لوگ ڈرتے ہیں جو اس کی عظمت اور قدرت اور احسان اور حسن و جمال پر علم کامل رکھتے ہیں۔ خشیت اور اسلام در حقیقت اپنے مفہوم کی رو سے ایک ہی چیز ہے کیونکہ کمالِ خشیت کا مفہوم اسلام کے مفہوم کو مستلزم ہے۔ پس اس آیت کریمہ کے معنوں کا مآل اور ما حصل یہی ہوا کہ اسلام کے حصول کا وسیلہ کاملہ یہی علمِ عظمتِ ذات و صفاتِ باری ہے"۔

اب یہ عبارت عام لوگوں کے لئے جو اردو اور دین کا گہرا علم نہ رکھتے ہوں ان کے لئے سمجھنا مشکل ہے اس لئے خطبہ تو تمام احمدیوں کے لئے ہوتا ہے اس لئے میں اس کو ذرا تشریح سے سمجھانا چاہتا ہوں۔ "اللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ"۔ جب ہم کہتے ہیں اللّٰہ جَلَّ شَانُہٗ تو مراد ہے وہ اللہ جس کی شان بہت بلند ہے۔ "اللہ جل شانہ سے وہ لوگ ڈرتے ہیں جو اس کی عظمت اور قدرت"۔ یعنی اللہ تعالیٰ کی عظمت جو ساری کائنات پر اور اس سے پرے وسیع ہے اور "قدرت" یعنی جس کے اندر یہ طاقت ہے ہر وقت اور ہر لحہ کہ وہ اپنی قدرت کے کاروبار دکھاتا رہے اور قدرت کی رونمائی اس طرح کرتا رہے کہ ہمیں نہ بھی علم ہو تو ہم سے بے نیاز وہ اپنی قدرت کے جلوے دکھا رہا ہے۔ جتنی کائنات میں وسعت ہے اس کی طرف عظمت نے اشارہ فرمادیا۔ یعنی عظیم کائنات ہے یا اس کی مخلوقات عظیم ہیں اور ان سب میں اس کی قدرت کی جلوہ نمائی ہے خواہ ہمیں اس جلوہ نمائی کا علم ہو یا نہ ہو۔

"اور احسان اور حسن" دو باتیں اس کائنات پر نظر ڈالنے سے یقینی طور پر علم میں آتی ہیں۔ ایک تو یہ کہ جو بھی قدرت نمائی اس نے فرمائی ہے، جو بھی تخلیق کی ہے اس میں احسان سے کام لیا ہے۔ "احسان" کسی غریب پر، کسی بے بس پر رحم کرنے کے نتیجے میں جو سلوک آپ اس سے کرتے ہیں اس کو کہتے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی کیا ہم سب کے لئے وہ بطور احسان کے کیا ہے نہ کہ ہمارا اس پر حق تھا۔ اور یہ احسان کائنات کے ذرّے ذرّے میں دکھائی دیتا ہے۔ اس مادے میں بھی دکھائی دیتا ہے جس مادے میں ہم سمجھتے ہیں کہ احساس کی طاقت نہیں ہے۔ وہ نہیں سمجھتا کہ میں کیسے اس احسان کا شکریہ ادا کروں مگر قرآن کریم کے مطالعہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس مادے میں بھی ایک احساس کا مادہ ضرور ہے۔ وہ ایسا مادہ ہے جسے ہم سمجھ نہیں سکتے مگر اللہ تعالیٰ سمجھتا ہے اور کوئی احسان بھی اس کا ایسا نہیں کہ جس پر ہو اس کو اس کا احساس نہ ہو۔ یہ بھی ایک عجیب قدرت نمائی ہے۔

تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشاد کے مطابق احسان اور حسن، احسان تو ہے اُس مادے پر، اس شخص پر، اس ذات پر جس کو اس نے عظیم قدرت سے پیدا فرمایا اور اس احسان کو دیکھنے کے لئے ہمیں اس میں ایک حسن بھی دکھائی دیتا ہے۔ پس وہ جو صرف دیکھ رہے ہیں، دوسروں کو دیکھ رہے ہیں وہ غور کریں تو اللہ تعالیٰ کی ہر صنعت میں ایک حسن ہے۔ اور وہ حسن نظروں کو چندھیا دینے والا حسن ہے اور جمال بھی ہے، حسن اور جمال۔

حسن دراصل فطرت کے اندر جو گوندھی ہوئی خصلتوں کی خوبصورتی ہے زیادہ تر اس کو حسن کہتے ہیں۔ لیکن حسن ظاہر میں بھی، نقوش میں بھی دکھائی دیتا ہے مگر اگر زیادہ احتیاط سے لفظ بولے جائیں تو جو ظاہری خوبصورتی رکھتا ہے اس کو جمال کہتے ہیں۔ تو جب آپ کسی شخص کی تعریف کریں کہ اس کے حسن و جمال سے ہم بہت متاثر ہیں تو مراد یہ ہے کہ صرف ظاہری دکھائی دینے والے حسن سے نہیں بلکہ اس کی فطرت کے حسن سے، اس کی عادات کے حسن سے، اس کی بول چال سے، اس کے ذہن اور دل کی قوتوں سے۔ ان سب پر لفظ حسن چھپا ہوا ہے، ان سب نے ہم متاثر ہیں جب ہم یہ کہنا چاہیں تو کہیں گے اس کے حُسن سے ہم متاثر ہیں۔ اور اس کے ساتھ جب جمال کا لفظ بولتے ہیں تو ظاہری حسن جو اس میں ہوتا ہے اس کے لئے جمال کا لفظ استعمال کر کے اسے حسن سے ذرا الگ کر دیتے ہیں کہ ظاہر میں بھی خوبصورت، باطن میں بھی خوبصورت، اس کا اندر باہر خوبصورت ہے، اس کا ظاہر بھی، اس کا چھپا ہوا بھی سب خوبصورت ہے۔

تو فرمایا "اور احسان اور حسن و جمال پر علم کامل رکھتے ہیں"۔ علم کامل کون رکھتے ہیں جو ڈرتے ہیں اور جو ڈرتے ہیں وہ تبھی ڈرتے ہیں کہ علم کامل رکھتے ہیں ورنہ علم کامل نہ ہونے کے نتیجے میں خوف بھی کم ہوتا چلا جاتا ہے۔ جتنا علم ناقص ہو اتنا خوف کم ہوتا جاتا ہے۔ اب آپ دیکھ لیں کسی چیز کے گزند سے آپ پوری طرح واقف نہ ہوں، یہ پتہ ہو کہ یہ کھانے میں ذرا بدمزہ ہے لیکن یہ علم نہ ہو کہ یہ بدمزہ زہر ہے جو آپ کو ہلاک بھی کر سکتا ہے تو بعض دفعہ یونہی چکھنے کے لئے آپ منہ مار بھی دیتے ہیں۔ تو فرمایا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خشیت کا تعلق، اس کے ساتھ خوف کا تعلق علم کو چاہتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے پکڑ کے اتنے رستے ہیں، ایسے ایسے رستوں سے وہ آتا ہے اور گھیر لیتا ہے کہ انسان کا تصور بھی ان تک نہیں پہنچ سکتا۔

تو وہ خدا کے کامل بندے جن کو علم ہو کہ اللہ کی شان کیا ہے، جو اس کی قدر پہچانتے ہوں اور اس کی قدر پہچاننے کے لئے قرآن کریم نے اتنا کثرت سے اس مضمون کو کھول کھول کر بیان فرمادیا ہے کہ کوئی بھی عذر انسان کے پاس باقی نہیں رہا۔ تو فرماتے ہیں "اور حسن و جمال پر علمِ کامل رکھتے ہیں"۔ کامل کا لفظ جو فرمایا ہے یہ اس لئے فرمایا ہے کیونکہ ان ڈرنے والوں کا ذکر ہے جو کامل ڈرنے والے ہیں۔ جب ڈرنے والے کامل ہوں تو حسن و جمال بھی کامل ہونا چاہئے۔ اگر ڈرنے والے ناقص ہوں تو حسن و جمال کا علم بھی ناقص ہوگا۔ یہ لازم ملزوم ہیں۔

"خشیت اور اسلام در حقیقت اپنے مفہوم کی رو سے ایک ہی چیز ہے کیونکہ کمال خشیت کا مفہوم اسلام کے مفہوم کو مستلزم ہے"۔ جو لازم ملزوم کا میں نے محاورہ بولا تھا یہی وہ لفظ ہے مستلزم جو اس کو ظاہر فرما رہا ہے۔ اسلام بھی خشیت ہی کا دوسرا نام ہے۔ اسلام ہی علم کامل کا دوسرا نام ہے۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسلام علم کامل کا دوسرا نام کیسے ہو گیا یہ مفہوم غور کرنے اور سمجھنے کے لائق ہے۔ اسلام کا عام معنی تو یہی ہے کہ ہم نے تسلیم کر لیا، اس کے سامنے اپنا سر خم کر دیا اور اسلام کا دوسرا معنی یہ ہے کہ کسی کو سلامتی کا پیغام دیا کہ ہماری طرف سے تمہیں سلامتی پہنچے گی۔

اور جہاں تک اللہ تعالیٰ کی رضا سے راضی ہو جانے کا تعلق ہے اسلام کا یہ مفہوم بالکل ظاہر و باہر ہے۔ اور اللہ کو ہم سے سلامتی کیسے پہنچ سکتی ہے، وہ تو خود سلام ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہماری طرف سے اللہ کو ہمیشہ سلامتی کی خبر پہنچے گی۔ ہم اس کی خاطر جب دنیا کے لئے سلامتی کے ضامن ہو جائیں گے تو اللہ کے حضور اسلام اسی کی دوسری صورت ہے۔ اور دنیا کو خدا تعالیٰ کی طرف سے سلامتی کا پیغام پہنچا ہی نہیں سکتے جب تک کہ اس کے سلام ہونے پر غور نہ کریں اور یہی معنی ہے جس کو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہاں بیان فرمانا چاہتے ہیں اور فرمارہے ہیں کہ اللہ چونکہ سلام ہے اس لئے اس سلام کے حضور اپنی تسلیم کی گردن خم کرنے کا نام اسلام بھی ہے اور خشیت بھی۔ کیونکہ اللہ کی سلامتی کا تصور جب آپ کرتے ہیں کن معنوں میں وہ سلام ہے تو اس میں وہ تمام خوبیاں پیش نظر رکھنی پڑتی ہیں جن کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی کو کوئی ضرر نہ پہنچ سکے اور جہاں جہاں ضرر پہنچ سکے گا وہاں ظاہر ہے کہ انسان کے لئے خوف کا مقام ہوگا۔ تو اللہ اگر کسی کو ضرر پہنچائے گا باوجود سلام ہونے کے تو لازماً اس کے اندر کوئی کمزوری اور کوئی خرابی پائی جاتی ہے جس کے نتیجے میں مجسّم سلام ہونے کے باوجود وہ اسے کوئی ضرر پہنچاتا ہے۔

یہ اگرچہ باریک اور پیچ دار مضمون دکھائی دیتا ہے مگر ہے بالکل درست اور اسی طرح۔ تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام یہ ظاہر فرمانا چاہتے ہیں کہ جب تم اللہ کو سلام جانتے ہوئے، اس کے سامنے سر تسلیم خم کرتے ہوئے پھر بھی دیکھتے ہو کہ اس کی طرف سے بعض چیزوں کو ضرر پہنچتا ہے تو اتنا ہی زیادہ خوف کا مقام پیدا ہو جاتا ہے یعنی سلام سمجھنے کے نتیجے میں بے خوفی آتی ہے اور جہاں جہاں وہ سلام نہ پہنچ رہا ہو اس کے نتیجے میں ایک خوف پیدا ہونا چاہئے کہ خدا نہ کرے ہم بھی تو ایسے نہیں کہ جنہیں خدا اپنے سلام سے محروم کر دے۔ یہ مضمون جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اگرچہ پیچدار ہے مگر بالکل واضح اور حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جیسے عارف باللہ پر تو یہ ایک ہی مضمون کے دو نام ہیں۔

فرمایا "کمال خشیت کا مفہوم اسلام کے مفہوم کو مستلزم ہے۔ پس اس آیت کریمہ کے معنوں کا مآل اور ما حصل یہی ہوا کہ اسلام کے حصول کا وسیلہ کاملہ یہی علمِ عظمتِ ذات و صفاتِ باری ہے"۔ (آئینہ کمالات اسلام) حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ کتاب آئینہ کمالاتِ اسلام بہت لوگوں نے پڑھی ہو گی کبھی ایک دفعہ کبھی دو کبھی تین دفعہ۔ مگر یہ نمونہ میں نے آپ کے سامنے رکھا ہے اس سے آپ اندازہ کر لیں کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جہاں کمالاتِ اسلام کی بات کرتے ہیں اس کے لئے آئینہ دکھاتے ہیں تو ان کمالات کو سمجھنے کے لئے انسان کو کچھ نہ کچھ صاحبِ کمال بننے کی کوشش کرنی چاہئے۔ جتنا وہ صاحبِ کمال بننے میں کوتاہی کرے گا اتنا ہی اس آئینے میں کم جلوہ دیکھے گا۔ آئینہ تو گندہ نہیں ہے مگر نظر دھندلائی ہوئی ہے۔ پس بعض

EARLSFIELD FOUNDATION

(Hospital Division)

Competition for young Architects to design a Hospital

First Prize	100,000 rp
Second Prize	50,000 rp
Third Prize	25,000 rp

For further details write to:

The Manager

175, Merton Road .London

SW18 5EF. U.K.

دفعہ تو آئینہ دیکھنے میں اس لئے شکل خراب آتی ہے کہ آئینہ دھندلایا ہوا ہوتا ہے مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو آئینہ دکھایا ہے کمالاتِ اسلام کا اس میں کوئی بھی کسی قسم کا عیب نہیں، کوئی دھندلاہٹ نہیں مگر دیکھنے والے نظریں مختلف رکھتے ہیں۔ بعض لوگ بےچارے جو کسی آنکھ کی بیماری کا شکار ہوں بعض دفعہ بالکل آئینہ قریب کر کے دیکھتے ہیں اور بمشکل ان کو دکھائی دیتا ہے کہ نقص کیا ہیں یا جمال ہے تو کیا ہے۔ تو آپ کو بھی آئینہ کمالاتِ اسلام کا مطالعہ کرتے وقت اسی طرح گہرائی سے اس کا مطالعہ کرنا چاہئے۔

اب یہ آخری اقتباس جو میں نے اس مضمون میں چنا ہے وہ ملفوظات جلد اول جدید ایڈیشن سے لیا گیا ہے۔ "آنسو کا ایک قطرہ بھی دوزخ کو حرام کر دیتا ہے"۔ اب اس سے پہلے آپ نے ان موٹے موٹے قطروں کی باتیں سنی ہیں جو ہر وقت موسلادھار بارش کی طرح برس رہے ہوتے ہیں اور ایک قطرہ وہ بھی ہے جو اکیلا ہی اس بات کے لئے کافی ہے کہ اس قطرہ ٹپکانے والے پر جہنم حرام ہو جائے۔ وہ کیا قطرہ ہے، کیسی صورت میں وہ قطرہ گرتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں "ہاں اگر اللہ کی عظمت و جبروت اور اس کی خشیت کا غلبہ دل پر ہو"۔ اور یہ ساری پہلی باتیں اسی تعلق میں بیان ہو چکی ہیں یہ غلبہ کیسے ہوتا ہے۔ اس کی خشیت کا غلبہ دل پر ہو اور اس میں ایک رقت اور گدازش پیدا ہو کر خدا کے لئے ایک قطرہ بھی آنکھ سے نکلے تو یقیناً دوزخ حرام کر دیتا ہے۔ "پس انسان اسی سے دھوکہ نہ کھائے کہ میں بہت روتا ہوں اس کا فائدہ بجز اس کے اور کچھ نہیں کہ آنکھ دکھنے آجائے گی اور یوں امراضِ چشم میں مبتلا ہو جائے گا"۔

اب یہ دو باتیں بظاہر تضاد رکھتی ہیں ایک جگہ فرمایا کہ ایک قطرہ بھی جہنم کو حرام کرنے کے لئے کافی ہے اور ساتھ ہی فرمایا "پس انسان اس سے دھوکہ نہ کھائے کہ میں بہت روتا ہوں"۔ فرمایا جس قطرے کی میں بات کر رہا ہوں وہ محض آنکھ سے گرنے والا آنسوؤں کا قطرہ نہیں اس کی کچھ اور صفات ہیں جو دل سے تعلق رکھتی ہیں۔ اور کیوں اٹھا دل سے؟ اس مضمون کو سمجھنے کی ضرورت ہے ورنہ آنسوؤں سے گرنے والے قطروں کی تو بہت باتیں ہو چکی ہیں۔ وہ آنسوؤں سے گرنے والے قطرے جہنم سے نجات دینے کے لئے کافی نہیں ہیں حالانکہ ان میں بہت سے آنسو ایسے بھی ہو سکتے ہیں جو تکلف کے بغیر دل سے اٹھے ہوئے ہوں۔ ان آنسوؤں میں اور اس آنسو کے قطرے میں کیا فرق ہے۔ وہ فرق یہ ہے۔

"اس کی خشیت کا غلبہ دل پر ہو اور اس میں ایک رقت اور گدازش پیدا ہو کر خدا کے لئے ایک قطرہ بھی آنکھ سے نکلے"۔ جب خشیت کا غلبہ دل میں ہو تو اس سے مراد دائمی غلبہ ہے۔ ایک ایسا وقت آجائے کہ اس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ کی خشیت دل پر غالب آچکی ہو اور جب ایک دفعہ وہ خشیت غالب آجائے تو پھر اس کی واپسی ممکن نہیں ہوا کرتی اور ایسی زندگی انسان کو خود بتاتی ہے کہ اس میں بعض اوقات ایک قطرہ وہ تبدیلی پیدا کر دیتا ہے جو اس کے دل سے اٹھنے والی موسلادھار بارشیں نہ کر سکیں۔ **تو اس قطرے کی تلاش رکھنی چاہئے جو ایسی خشیت کے نتیجے میں ہو جو آکر ٹھہر جایا کرتی ہے۔** پھر دل کا یہ موسم بدلا نہیں کرتا کیونکہ اللہ کا خوف اس کی عظمت کو پہچاننے کے نتیجے میں دل پر طاری ہوتا ہے۔

فرماتے ہیں اگر ایسا نہیں کرو گے تو روتے روتے آنکھیں دکھا لو گے اس سے زیادہ تو کوئی فائدہ نہیں پہنچے گا۔ "میں تمہیں نصیحت کرتا ہوں کہ خدا کے حضور اس کی خشیت سے متاثر ہو کر رونا دوزخ کو حرام کر دیتا ہے۔ لیکن یہ گریہ و بکا نصیب نہیں ہوتا جب تک خدا کو خدا اور اس کے رسول کو رسول نہ سمجھے اور اس کی سچی کتاب پر اطلاع نہ ہو"۔ تو یہ جو ساری باتیں ہیں آخری فقرے کی وہ میں پہلے خطبات میں بیان کر چکا ہوں اس لئے اس آیت کریمہ سے متعلق جو میں نے آپ کو نصیحتیں کرنی تھیں وہ اس آخری فقرے پر مکمل کرتا ہوں۔

اب یہ دوسری آیت کریمہ ہے جس کا حیا سے تعلق ہے۔ اس مضمون کو بھی تفصیل سے سمجھانے کی ضرورت ہے کہ حیا کیا ہوتی ہے اور کبھی اللہ حیا کرتا ہے۔ یعنی اللہ بھی حیا کرتا ہے اور کبھی اللہ حیا نہیں کرتا۔ کبھی رسول بھی حیا کرتا ہے اور کبھی رسول حیا نہیں کرتا۔ تو حیا کے کون سے مواقع ہیں اور حیا نہ کرنے کے کون سے مواقع ہیں۔ اس ضمن میں جو حیا والی آیت اسوقت میرے سامنے ہے وہ میں پڑھوں گا تو سہی مگر اس کی تفصیل سے تشریح کی ضرورت نہیں کیونکہ اس آیت کریمہ سے متعلق میں نے اپنی کتاب "Revelation" میں بہت تفصیل سے روشنی ڈالی ہے اور ایک پورا لمبا Chapter، ایک باب اس پر وقف ہے۔ پس وہ لوگ جن کو انگریزی آتی ہے وہ وہاں سے اس کا مطالعہ کر لیں۔ تو اس آیت کے معنے کہ خدا کیوں نہیں شرماتا، جبکہ دوسرے مقامات پر اللہ تعالیٰ کے شرمانے کا بکثرت ذکر ملتا ہے۔ تو انسان کو بھی وہاں نہیں شرمانا چاہئے جہاں خدا کی شان ہے کہ نہیں شرمانا اور جہاں شرمانے کا حق ہے وہاں ضرور شرمانا چاہئے۔ یہ شرمانے کا مضمون کہاں آپ پر لازم ہے اور کہاں لازم ہے کہ نہ شرمائیں۔ یہ آئندہ ایک دو خطبات کا موضوع ہوگا۔

وہ آیت کریمہ یہ ہے ﴿ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖۤ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ وَ اَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَا ذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا وَ مَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ ﴾ (سورۃ البقرہ آیت ۲۷) یقیناً اللہ نہیں شرماتا کہ ایک مچھر کی مثال بیان فرمائے فَمَا فَوْقَهَا اور اس کی جو اس پر ہے۔ فَوْقَهَا کا ایک معنی تو اکثر آپ تراجم میں پڑھتے ہونگے یہ وہ معنی ہیں جو اس آیت کی گہرائی میں اترنے کے لئے سمجھنے ضروری ہیں ورنہ اس کے فوق پہ ہی رہیں گے اور اس کے اندر نہیں اتر سکیں گے۔

مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا مچھر کے اوپر کیا ہے۔ اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے کہ مچھر کے علاوہ اس سے کم تر مثال۔ حالانکہ فَمَا فَوْقَهَا کا یہ مطلب نہیں ہے۔ میں نے مختلف اہل لغت جو بڑے ائمہ لغت ہیں ان کا مطالعہ کر کے دیکھا ہے حضرت امام راغب اس مضمون پر خوب کھل کے روشنی ڈالتے ہیں کہ فَوْقَهَا کا معنی ہے جو اس پر چڑھا ہوا ہے، اور زمین کی مثال، پہاڑوں کی مثالیں یہ ساری مثالیں دے کر واضح فرماتے ہیں کہ فَوْقَهَا کا اصل مطلب یہ ہے کہ جو مچھر پر ہے اور مچھر پر کیا ہوتا ہے۔ مچھر پر اس بیماری کے جراثیم چڑھے ہوئے ہوتے ہیں جو دنیا میں سب سے زیادہ مہلک بیماری ہے۔ دنیا میں جتنی اموات ہوتی ہیں براہ راست یا بالواسطہ اس بیماری سے تعلق رکھتی ہیں یعنی ان کی بھاری اکثریت نہ کبھی جنگوں سے ایسی تباہی آئی نہ کسی وبا سے اتنی موتا موتی ہوئی جتنا ملیریا کے نتیجے میں ہوتی ہے۔ ملیریا سے براہ راست مرنے والوں کی تعداد بھی کروڑہا تک پہنچ جاتی ہے اور ملیریا جو اثرات پیچھے چھوڑ جاتا ہے اس سے بھی کروڑہا اموات ہوتی رہتی ہیں اور بیماریاں لگی رہتی ہیں۔ اب سندھ کے علاقے میں لوگ جانتے ہیں کہ ان کو پھیپھڑوں کی بیماریاں لگ جاتی ہیں، گنٹھیا ہو جاتا ہے، سل ہو جاتی ہے اور یا نمونیہ سے مر جاتے ہیں۔ یہ ساری خرابی دراصل مچھر نے کی ہوئی ہے۔ مچھر نے کاٹ کاٹ کے ان کو ایسا بخار چڑھایا جس میں انسان چادر اوڑھ لیتا ہے اور جب بخار ٹوٹتا ہے تو انسان چادر اتار دیتا ہے اور اس قدر سردی ماحول میں ہوتی ہے کہ وہ اس فرق کی وجہ سے بڑا سخت بیمار ہو جاتا ہے۔ تو یہ تو بہرحال تفصیلی بحثیں ہیں ان میں میں اب یہاں نہیں جانا چاہتا مگر میں سمجھ رہا ہوں کہ جن علاقوں میں ملیریا ہے وہ جانتے ہیں کہ مچھر کی کیسی بڑی تباہی ہے۔

اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اس کے باوجود اللہ تعالیٰ اس سے شرماتا نہیں۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ مچھر پیدا کرنے میں کچھ گہرے راز ہیں۔ ان بیماریوں کے نتیجے میں انسانی ارتقاء میں مدد ملی ہے اور انہی بیماریوں کے نتیجے میں جو مچھر نے پھیلائی ہیں جانوروں میں بھی آغاز سے بہت زیادہ ارتقاء کی طرف قدم اٹھا ہے اور انسان کے اندر جو مدافعاتی نظام ہے وہ سارا مچھر کی بیماری کے نتیجے میں مقابلے کی کوشش میں پیدا ہوا ہے۔ اب یہ مضمون ایسا ہے جو ایک علم کا جہان اپنے اندر رکھتا ہے اور اسی طرف اصل میں اشارہ ہے۔ اللہ کا یہ مطلب نہیں کہ میں بیماریاں پیدا کرنے سے نہیں شرماتا۔ فرمایا تم جس کو سمجھتے ہو کہ قابل شرم بات ہے تم سوچتے نہیں کہ وہ قابل شرم بات نہیں وہ قابل افتخار بات ہے۔ اگر یہ نہ ہوتا تو تم آج اتنی ترقی نہ کر سکتے اور اس ترقی میں اس چھوٹے سے کیڑے نے دخل دیا ہے اور اس چیز نے فَمَا فَوْقَهَا جس کو یہ اٹھائے پھرتا ہے۔

تو یہ بہت ہی گہرا اور دلچسپ مضمون ہے اور یہاں سے حیا کرنا اور حیا نہ کرنا ہم پر واضح ہو جاتا ہے۔ اگر حیا کریں تو بظاہر لوگ سمجھیں کہ حیا کرنے میں ہماری سبکی ہے لیکن اگر آخری صورت میں ہماری حیا کا مقصد اصلاح ہے اور وہ اصلاح بنی نوع انسان کو فائدہ پہنچاتی ہے تو اپنی حیا سے شرمانا نہیں چاہئے۔ اس آیت کا مفہوم پھر یہی بنے گا کہ اللہ اپنی حیا سے نہیں شرماتا کیونکہ وہ حیا فائدہ مند ہے۔ اس حیا کے نتیجے میں تمہارے لامتناہی فوائد منسلک ہیں، اس سے وابستہ ہو چکے ہیں۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ وہ لوگ جنہوں نے انکار کر دیا کہتے ہیں یا کہیں گے مَا ذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا کہ اللہ نے اس مثل سے کیا ارادہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کیسی فضول سی مثال ہے مچھر سے نہیں شرماتا۔

يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّ يَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا۔ وہ اس مثال کے ذریعے بہتوں کو گمراہ بھی ٹھہرا دیتا ہے یا گمراہ کر دیتا ہے اور بہتوں کی ہدایت کا موجب بھی بنتا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب ہے، کفار نہیں کہہ رہے۔ کفار تو کہتے ہیں مَا ذَاۤ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا خدا نے یہ کیسی فضول سی مثال دے دی ہے۔ اللہ فرماتا ہے یہ مثال فضول نہیں اسی مثال کے نتیجے میں بہت سے ایسے ہیں جو گمراہ ہو جائیں گے اور صرف نقصانات اٹھائیں گے جیسے ملیریا بعضوں کو تو مار کے ہی چلا جاتا ہے ان کو کوئی فائدہ نہیں دیتا اور بعض ایسے ہیں جن کو فائدہ پہنچتا ہے۔ تو فرمایا اسی مثال پر غور کرنے کے نتیجے میں بہت سے لوگ ہیں جو اللہ کی عظمتوں کے مزید قائل ہوتے چلے جائیں گے اور کثرت سے ایسے اللہ کے بندے ہیں جن کے لئے یہ مثال اس پہلو سے فائدہ مند ہوگی۔

اور يُضِلُّ بِهٖ کے متعلق جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے وہ لوگ مراد ہیں جو اس کے ظواہر کو دیکھتے ہیں اور سمجھتے ہیں نہایت فضول، بے معنی مثال ہے جس کے نتیجے میں وہ اور بھی زیادہ گمراہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن وَمَا يُضِلُّ بِهٖۤ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ اس سے اللہ تعالیٰ سوائے فاسقوں کے، سوائے بدکرداروں کے اور نافرمانوں کے کسی کو گمراہی میں نہیں بڑھاتا۔ تو یہ آیت کریمہ ہے جس کا مضمون اب احادیث نبویہ کے حوالے سے میں شروع کرتا ہوں۔ یہی کیفیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے طرز عمل میں بھی دکھائی دیتی ہے کہیں شرماتے ہیں، کہیں نہیں شرماتے۔ کہیں اتنا شرماتے ہیں کہ دیکھنے والے کہتے ہیں کنواری عورت سے بھی زیادہ شرم ہے۔ کہیں ایسی باتیں کہتے ہیں کہ جس سے عام لوگ شرما جائیں مگر آپ قطعاً نہیں شرماتے۔ تو یہ مضمون کیا ہے جب تک ہم سمجھیں گے نہیں ہمیں علم نہیں ہو سکے گا کہ ہمیں کہاں شرمانا چاہئے اور کہاں نہیں شرمانا چاہئے۔

پہلی حدیث سنن ابن ماجہ کتاب الدعاء باب رفع یدین سے لی گئی ہے۔ حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا تمہارا رب بہت ہی باحیا اور کریم ہے۔ جب بندہ اس کے سامنے ہاتھ پھیلا کر دعا کرتا ہے تو اسے اس بات سے شرم آتی ہے کہ وہ ان ہاتھوں کو خالی لوٹا دے۔

اب حیا کا یہ مضمون بھی ہے اللہ کا۔ ورنہ اللہ تو انسانی صفات سے بہت بالا ہے تو جس طرح بعض دفعہ کسی التجاء کرنے والے کے ہاتھ کو دھتکارتے ہوئے، خالی لوٹاتے ہوئے انسان شرماتا ہے۔ بعض کیفیات ایسی ہوتی ہیں کہ وہ واپس لوٹا ہی نہیں سکتا اسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے سلوک فرماتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ ہر بندہ مراد نہیں بلکہ وہ بندے مراد ہیں جو خود بھی حیادار ہوں اور یہ مضمون اس میں داخل ہے اس کو سمجھے بغیر آپ اس مضمون کو سمجھ ہی نہیں سکتے۔

اگر آپ ہاتھ اٹھائیں اور ہر دفعہ ہاتھ اٹھانے پہ دعا قبول ہو جائے تو آپ نے اخباروں میں مولویوں کی تصویریں نہیں دیکھیں کس طرح ہاتھ اٹھا اٹھا کے دکھاتے ہیں اور تصویریں کھنچواتے ہیں اور ایک ذرہ بھی ان کی دعا قبول نہیں ہوتی۔ ساری دعائیں رد ہو جاتی ہیں۔ مجھے یاد ہے ایک دفعہ کوئی شخص بہت تکلیف کی حالت میں تھا، اس نے مجھے کہا کہ میرے لئے دعا کریں کہ میں مر جاؤں۔ تو میں نے کہا تمہارے لئے یہ دعا ہو ہی نہیں سکتی، ناممکن

ہے۔ کیونکہ مجھ سے اگر یہ توقع ہو کہ میں کسی احمدی کے لئے دعا کروں کہ مر جائے تو یہ محض جھوٹ ہے۔ یہ توقع تمہاری کبھی پوری نہیں ہو گی اور مولوی جو بددعائیں تم پر کریں گے وہ تمہیں ماں کے دودھ سے زیادہ لگیں گی توان کی بددعائیں بھی تمہارے کام نہیں آسکتیں، وہ دعا بن کر لگیں گی پھر۔ یہ جو ہاتھ اٹھاتے ہیں اور آپ ان کے چہرے دیکھتے ہیں جب بھی احمدیت کے خلاف بددعا کرتے ہیں ان کی قبول نہیں ہوتیں۔

اس لئے اس بات سے نہ ڈریں کہ اللہ تعالیٰ شرماتا ہے اٹھے ہوئے ہاتھوں سے کہ انہیں خالی لوٹا دے۔ جن کے دل خالی ہوں، حیا سے خالی ہوں ان کے ہاتھ خدا ضرور لوٹاتا ہے۔ اسی طرح خالی ہاتھ لوٹا دیا کرتا ہے۔ تو اس مفہوم کو سمجھنا چاہئے۔ **جن کے دلوں میں حیا ہو وہ دوسروں کے ہاتھ خالی لوٹانا نہیں چاہتے ، اللہ ان کے ہاتھ کیسے لوٹا دے گا۔** پس اگرچہ یہ مضمون کھلے لفظوں میں ظاہر نہیں فرمایا گیا مگر لازماً اس میں داخل ہے۔ **اللہ ان کے خالی ہاتھ لوٹانے سے شرماتا ہے جو اس کے بندوں کے خالی ہاتھ لوٹانے سے شرماتے ہیں** اور جتنا وہ شرماتے ہیں اسی نسبت سے اللہ ان سے شرماتا ہے۔

دوسرا لفظ شرمانے کے علاوہ راوی نے احتیاطاً یہ بیان کیا ہے کہ شاید یہ کہا ہو کہ نامراد ٹھہرا دے۔ تو شرماتا ہے کہ نامراد ٹھہرا دے یا شرماتا ہے کہ خالی ہاتھ لوٹا دے ایک ہی چیز ہے۔

ایک اور حدیث قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بیان کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کنواری عورت سے بھی زیادہ حیادار تھے۔ ایک کنواری جس طرح حیا کرتی ہے اس طرح آپ حیادار تھے۔ جب آپ کسی چیز کو ناپسند کرتے تو اس کا اثر ہم آپؐ کے چہرہ مبارک سے محسوس کرتے۔ یعنی آپ کے چہرے کو دیکھ کر پتہ چل جاتا تھا کہ یہ بات آپ کو پسند نہیں آئی۔ بالعموم آپ اس کا اظہار زبان سے نہ فرماتے۔ یہ لفظ ترجمہ کرنے والے نے اپنی طرف سے بڑھا دئے ہیں۔ صرف راوی نے یہ بیان کیا ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جب کسی چیز کو ناپسند فرماتے تو ہم ہمیشہ چہرے سے اندازہ کیا کرتے تھے کہ ناپسند کیا ہو گا۔

یہ حدیث ایک طرف اور دوسری طرف وہ احادیث جہاں کسی چیز کو ناپسند کیا تو اس قدر جوش سے اس کے خلاف تقریر فرمائی ہے کہ بعض دفعہ صحابہ یہ دعا کرتے تھے کہ کاش اب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم خاموش ہو جائیں اور اتنا زیادہ اپنے آپ کو تکلیف میں نہ ڈالیں کہ اس مکروہ بات کے خلاف کہتے چلے جا رہے ہیں۔ تو اب یہ دو باتیں سمجھنے کے لائق ہیں۔ اگر آپ نہیں سمجھیں گے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات کی طرف گویا تضاد منسوب کریں گے جو ناممکن ہے۔ نہ خدا کے قول میں تضاد ہے نہ خدا کی تخلیق کامل یعنی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی ذات میں کسی قسم کا تضاد ہے۔ اب میں باقی احادیث کی روشنی میں اس مضمون کو آپ کے سامنے کھولتا ہوں۔

اب ایک طرف تو حیا کا یہ عالم کہ منہ سے بولتے ہی نہیں اور صرف چہرہ بتاتا ہے، دوسری طرف عورتیں اپنی ذاتی باتیں کر رہی ہیں جن کا ان کے حیض وغیرہ سے تعلق ہے اور ایسی باتیں ہیں جو آپ کسی مجلس میں بیان کریں تو کچھ شرم محسوس کریں گے۔ مگر اللہ کا رسول نہ صرف یہ کہ شرماتا نہیں بلکہ ان خواتین کی تعریف فرما رہا ہے کہ انہوں نے کوئی پرواہ نہیں کی کہ دوسرے سن رہے ہیں اور تعریف اس لئے کہ دوسرے نہ سنتے تو ان کی تعلیم و تربیت نہ ہوتی۔ تو ایسی باتیں جو بظاہر شرمانے والی ہیں ان سے ایک عورت ہے جو شرما نہیں رہی اور کھل کر باتیں کرتی ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم فرماتے ہیں یہ کیسی عمدہ عورت ہے اس نے ان باتوں کو کھول کر بیان کیا کیونکہ اگر وہ تنہائی میں چھپ کر کرتی تو پھر یہ خطرہ تھا کہ باقی لوگوں کی تربیت اس معاملے میں نہ ہو سکتی۔

یہ حدیث یہ ہے، ایک لمبی حدیث سے ایک ٹکڑا لیا گیا ہے، ایک انصاری خاتون کے متعلق ہے کہ اس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے میاں بیوی کے تعلقات کے بعد نہانے کے متعلق سوال کئے۔ اس روایت کے آخر پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے انصاری خواتین کی تعریف فرمائی۔ یہ انصاری خواتین کتنی اچھی ہیں۔ فرمایا انصار کی عورتیں کتنی اچھی ہیں انہیں حیا دین سیکھنے سے نہیں روکتی اور حیا اچھی بھی ہے اور بری بھی ہے۔ حیا اگر دین سیکھنے کے بارے میں آئے تو یہ حیا نہیں، بے حیائی ہے۔ اور دین سکھانے کے متعلق آئے تو یہ بھی حیا نہیں بے حیائی ہے۔ تو یہ دونوں سبق اسی حدیث سے مل گئے کہ بعض موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کنواری سے بڑھ کر حیادار اور بعض موقع پر جہاں اعلیٰ مقصد پیش نظر ہو بے حد کھل کر بات کرنے والے۔ جہاں عام آدمی اپنے مزاج کی کمزوری کی وجہ سے شرما جاتے ہیں، رسول اللہ ﷺ نہیں شرماتے۔

ترمذی باب النکاح سے یہ حدیث لی گئی ہے اور مسند احمد بن حنبل میں بھی یہی حدیث ہے۔ حضرت ایوب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا چار باتیں انبیاء کی سنت میں سے ہیں۔ سُنن المرسَلین یعنی پیغمبروں کی سنت میں سے ہیں۔ یہاں انبیاء کا لفظ ترجمے میں غلط ہو گیا ہے۔ میں نے اس لئے دوبارہ دیکھا ہے کیونکہ یہاں جس پیغام کے ساتھ آتے ہیں اس پیغام کا ذکر ہونے کے لحاظ سے مُرسَلین ہونا چاہئے تھا اور لفظ مُرسَلین ہی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا۔ مرسلین کی سنت میں سے ہے التعَطّر وَالنِکاح و السِّواك و الحَیَاء۔

یہ بھی یاد رکھیں کہ خوشبو لگا کر پھرنا یہ اسلام کا حصہ ہے کیونکہ اگر کسی کے بدن سے بدبو آتی ہے تو وہ لوگوں کو کچھ تکلیف ضرور پہنچاتا ہے۔ بعض دفعہ گندے پاؤں کے ساتھ، گندی جرابوں کے ساتھ بچے نماز پڑھتے ہیں یا بڑے بھی، جو پچھلے پڑھنے والے ہیں ان کی نمازیں تو بالکل تباہ ہو جاتی ہیں۔ وہ دعا کرتے ہیں کہ سجدہ جلدی ختم ہو۔ بجائے اس کے کہ سجدے میں اور دعائیں کریں وہ سجدہ ختم کرنے کی دعا کرتے ہیں تو یہ نقصان ہے۔ فرمایا مومن اور مسلمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ اس کے بدن سے بدبو آئے۔ اس کا برعکس زیب دیتا ہے، اس کے بدن سے خوشبو اٹھنی چاہئے۔

شادی کرنا، مراد یہ ہے کہ جس طرح یہود کے بعد عیسائیوں نے رہبانیت اختیار کر لی تھی اور اس کو نیکی سمجھتے تھے فرمایا یہ نیکی نہیں ہے، انبیاء کی سنت کے خلاف ہے اور خاص طور پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت کے خلاف ہے۔ جو طبعی جذبات انسان کے اندر خدا نے پیدا فرمائے ہیں ان کے برمحل استعمال سے شرمانا نہیں چاہئے اور یہ دونوں مضمون دراصل اس لحاظ سے حیا سے ہی تعلق رکھتے ہیں۔ اس بات سے شرماؤ کہ کسی کو تکلیف پہنچاؤ۔ اس بات سے نہ شرماؤ کہ جہاں اللہ نے بعض چیزوں کی اجازت دی ہے جو ویسے تم دنیا سے چھپاتے پھرتے ہو یعنی وہ تعلقات جہاں اجازت نہ ہو ان کو چھپانے کے لئے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں مگر ان تعلقات کو چھپاؤ بھی مگر علم ہو سب کو کہ وہ تعلقات ہیں۔ یہ ہے مضمون جس کے متعلق فرمایا کہ یہ مرسلین کی سنت میں سے ہے۔

مسواک کرنا، یہ دراصل اپنے منہ سے اٹھنے والی بدبو کو روکنے کے لئے اور لوگوں کو اپنی بدبو سے بچانے کے لئے دونوں طرح ہے اور پھر چونکہ منہ سے اللہ کا ذکر ہوتا ہے فرمایا کہ ایسے منہ سے خدا کا ذکر نہ کرو جس سے بدبو اٹھتی ہو۔ اور آخر پر فرمایا حیا، حیا بھی تمام پیغمبروں کی سنت تھی۔ اب اس مضمون کے جو باقی حصے ہیں وہ انشاء اللہ آئندہ خطبات میں میں بیان کروں گا۔ اب وقت ختم ہو گیا ہے۔

VELTEX INDUSTRIES INC.

. . . . the worldclass fabric manufacturers

Specializing

in

velvet, twill, denim, jacquard, pinpoint

at competitive pricing with best quality.

BUYING FACTORY DIRECT IS THE ANSWER

Wholesaler,

readymade garments producers

& converters are welcome

Please contact

Corporate Office,

VELTEX INDUSTRIES INC.

4th Floor, 14726 Ramona Avenue

Chino Hills, California 91710, USA

Phone: (909) 393-9935

Fax: (909) 393-8117

Web site: www.veltex.com

e-mail: veltex@veltex.com

MTV AHMADIYYA

SATELLITE WAREHOUSE

CNN

Watch Huzur everyday on Intelsat

We deal with systems available for all satellites in the world

Receivers, Decoders, Dishes, Smart Cards,

Installations and Much, Much More

Mail Order and International Export Service Available

We accept credit cards

Call for competitive prices

Contact us for details at:

SKY

Signal Master Satellite Limited

Unit 1A- Bridge Road, Camberley

Surrey GU 15 2QR ENGLAND

Tel: (01276) 20916 Fax: (01276) 678740

ZEE TV

بوسنیا کے مظلوم مسلمان

(نوّے سال قبل قادیان سے شائع ہونے والا ایک نوٹ

(دوست محمد شاہد۔مؤرخ احمدیت)

جیسا کہ پروفیسر ٹی۔ڈبلیو۔ آرنلڈ نے اپنی شہرہ آفاق تالیف دعوت اسلام (The Preaching of Islam)میں بتایا ہے کہ بوسنیا میں اسلام کی آمد سے قبل اس ملک کے باشندے عیسائیوں کے فرقہ بوگو میل سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ فرقہ کیتھولک کے اکثر مخصوص عقائد کے مخالف تھا مثلاً حضرت مریمؑ کی پرستش اور رسم اصطباغ کو بھی جائز نہیں سمجھتا تھا۔ صلیبی نشان ان کے نزدیک مکروہ تھا۔ اور مذہبی تصویر کی تعظیم و تکریم کو بت پرستی سے تعبیر کرتا تھا وہ شراب کو حرام جانتا تھا۔ اور اس کا طرز زندگی مسلمان صوفیاء کی طرح زاہدانہ تھا۔ یہی وجہ ہے کہ تیرھویں صدی عیسوی سے رومن کیتھولک لوگوں نے ان کو زبردست ظلم و ستم کا نشانہ بنا رکھا تھا حتیٰ کہ پوپ جان دوازدھم نے ۱۳۲۵ء میں شاہ بوسنیا کو حکم دیا کہ "ان ملحدوں کو نیست و نابود کردو"۔

پندرھویں صدی میں جب فرقہ بوگو میل کی تکالیف نا قابل برداشت ہو گئیں تو انہوں نے ترکوں کی عثمانی حکومت کی خدمت میں ان ظالم گرگوں سے نجات دلانے کی التجا کی جس پر حضرت سلطان محمد ثانی نے ۱۴۶۲ء میں بوسنیا پر فوج کشی کی۔ کیتھولک بادشاہ کی رعایا نے دیوانہ وار ان کا استقبال کیا اور نہ صرف بوبوواٹز کے شاہی شہر کے قلعہ کی کنجیاں اسکے حاکم نے ترکوں کے حوالے کردیں بلکہ دیگر قلعوں اور شہروں نے بھی اس مثال کی پیروی کی اور صرف ایک ہفتہ کے اندر اندر ستر (۷۰) شہر سلطان کے قبضے میں آگئے۔ ترکوں نے حسب معمول اہل بو سنیا سے رواداری اور مذہبی آزادی کا شاندار نمونہ دکھلایا جو اسلام کی سنہری روایات کا ہمیشہ طرۂ امتیاز رہا ہے۔

فرقہ بوگو میل کو بوسنیا کی اسلامی مملکت میں شامل ہونے کے بعد ترکوں کی فیاضی اور دینداری کا قرب سے مطالعہ کرنے کا موقع ملا۔ عقائد کے اعتبار سے وہ پہلے ہی پاپائیت سے متنفر اور اسلام سے قریب تھے نتیجہ یہ ہوا کہ ان میں سے اکثر نے اسلام قبول کرلیا۔ اور اگرچہ انہوں نے اپنی قومیت کو بدستور قائم رکھا۔ سربی نام انہیں مرغوب رہے اور اپنی زبان سے انکی گہری شیفتگی تھی مگر وہ اسلام کے پرجوش سپاہی بن گئے اور ان کے لیڈر اسلام سے پرجوش عقیدت و فدائیت کی بدولت دربار عثمانی میں بڑے اہم عہدوں پر فائز ہوئے۔ چنانچہ ۱۵۴۴ء سے ۱۶۱۱ء تک کے درمیانی عرصہ میں بوسنیا کی بہادر مسلمان قوم کے نو(۹) مدبر ترکی سلطنت کے صدر اعظم کے منصب پر فراز کئے گئے۔

بوسنیا و ہرزیگووینا کے چار سو سالہ اسلامی عہد میں بڑی نامور شخصیات پیدا ہوئیں اور کئی عظیم صلحاء اور اتقیاء ظاہر ہوئے۔ جو پاک نفس حکمران اس زمانہ میں پیدا ہوئے ان میں غازی خسرو بک جیسے درویش صفت بزرگ بھی تھے جنہیں بوسنیا کا اورنگ زیب عالمگیر کہا جائے تو مبالغہ نہ ہوگا۔

("بوسنیا" صفحہ ۱۹۷ مولفہ خلیل حامدی صاحب ناشر ادارہ معارف اسلامی لاہور اشاعت مارچ ۱۹۹۳ء)

افسوس انیسویں صدی کے آغاز میں عثمانی حکومت کے اثرات اس درجہ کمزور پڑے کہ یہ اسلامی ملک پھر آسٹریا کے کیتھولک اقتدار کے زیر اثر آگیا اور ۱۸۲۲ء سے مظلوم مسلمانوں پر ظلم و ستم کے پہاڑ ٹوٹنے لگے۔ ازاں بعد معاہدہ برلن ۱۸۷۸ء کے تحت سلطنت عثمانیہ کو ہمیشہ کے لئے دستبردار ہونا پڑا اور یہ سرزمین جس کا چپہ چپہ عثمانی دور کی دینی' ثقافتی اور علمی یادگاروں کا امین تھا دوبارہ نہایت متعصب اور درندہ صفت کیتھولک عیسائیوں کے نرغہ میں پھنس گیا۔

۱۹۰۷ء میں اس خطّہ کے غیور مگر بے بس اور ستم رسیدہ مسلمان کس طرح ظلم کی چکی میں پس رہے تھے اور ان پر کیا بیت رہی تھی اس کا دردانگیز نقشہ اخبار بدر قادیان نے اپنی ۱۵ اگست ۱۹۰۷ء کی اشاعت میں فرانس کے رسالہ "اسلامی دنیا" کے حوالہ سے درج ذیل الفاظ میں کھینچا۔

"حال میں بوسنیا ہرزیگوینا کے جو حالات فرانس کی میگزین "اسلامی دنیا" نام سے ترجمہ کرکے مختلف ہندوستانی اخبارات میں چھاپے گئے ہیں ان سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ یورپین تہذیب کے عین وسط میں بھی مسلمانوں کے ساتھ کوئی نیک سلوک نہیں کیا جاتا بلکہ ہر طرح انہیں کمزور اور جاہل بنانے کی کوشش کی جاتی ہے اور وہاں کی رعایا کا بہت حصہ تنگ آکر وہاں سے نکلا جاتا ہے۔ بوسنیا اور ہرزی گوینا آسٹریا کے صوبے میں اور ترکی روم کی سرحد پر واقع ہیں۔

میگزین "اسلامی دنیا" کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ جدید مردم شماری جو بوسنیا اور ہرزی گوینا میں ہوئی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان ملکوں میں مسلمانوں کی تعداد اس وقت ۵۸۷۱۷۸ ہے حالانکہ ۱۸۹۵ء میں ان کی تعداد (۵۴۸۶۳۲) یعنی اس عرصے میں چھتیس ۳۶ ہزار کے قریب ان کی مردم شماری میں اضافہ ہوا ہے۔ اکثر مسلمان تجارت یا صنعت و حرفت میں مشغول رہتے ہیں۔ بعض صاحب جائداد ہیں۔ یہ تمام مسلمان حنفی المذہب ہیں۔ جس وقت سے آسٹریا کی حکومت ان ممالک میں قائم ہوئی ہے ان کی تعداد میں بہت تنزل ہوا۔ بہت سے مسلمان اس حکومت کے ظلم و ستم سے تنگ آکر ہجرت کرگئے اس کا سبب یہ تھا کہ ۱۸۲۲ء میں مسلمانوں نے اعلان کیا کہ وہ اپنے مذہب میں اور اپنی اولاد کو تعلیم دینے میں آزاد ہیں اور ان کو گورنمنٹ کے کسی ایسے حقوق کی پابندی منظور نہیں ہے جس سے ان کی مذہبی فیلنگ یا مذہبی احساس کو صدمہ پہنچے گورنمنٹ نے ان کی فیلنگ کی اور ان کی اغراض کی مطلق پرواہ نہیں کی۔ مجبوراً انہوں نے ہجرت اختیار کی۔ ان ملکوں کے مسلمان گورنمنٹ کے طریقہ حکومت سے ناراض رہتے ہیں اس کا سبب یہ ہے کہ گورنمنٹ مسلمانوں کی خصوصیات کا مطلق لحاظ نہیں کرتی۔ رومن کیتھولک عیسائی جبراً مسلمانوں کے بچوں کو عیسائی بناتے ہیں اور گورنمنٹ کی طرف سے اس کی باز پرس نہیں کی جاتی۔ یہی سبب ہے کہ مسلمانوں کی ناراضگی رفتہ رفتہ شورش کے درجہ تک پہنچ گئی اور انہوں نے عام اعلان کیا کہ اپنے مذہب اور تمدنی معاملات میں گورنمنٹ کی دخل دہی کو پسند نہیں کرتے کسی ایسے قانون کی پابندی پر مجبور نہیں ہوسکتے جس سے ہماری مذہبی اور قومی فیلنگ کو صدمہ پہنچے۔ آسٹریا کی گورنمنٹ نے اس شورش کو رفع کرنے اور مسلمانوں کی عرضداشت پر توجہ کرنے کے لئے جو سرکاری ممبر مقرر کئے ان میں اور ان ممبروں میں جو ملکوں کے مسلمانوں کی طرف سے مقرر ہوئے تھے بہت بڑا اختلاف اس امر میں تھا کہ مسلمان ممبر چاہتے ہیں کہ ان کی مذہبی مجلس کے ممبروں کو آسٹریا کی گورنمنٹ نامزد نہ کیا کرے بلکہ ان کا انتخاب اور ان کی نامزدگی قسطنطنیہ کے شیخ الاسلام کی طرف سے ہوا کرے۔ مگر سرکاری ممبر اس سے اختلاف رائے رکھتے تھے۔ آسٹریا کی گورنمنٹ اس بات پر زور دیتی تھی کہ ہماری حکومت کے مسلمانوں کو دوسری حکومت کے مسلمانوں سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہیے مسلمانوں نے اس پر اعتراض کیا کہ رومن کیتھولک پادری جو بوسنیا میں مقرر ہوئے ہیں وہ آسٹریا کی گورنمنٹ کے مقرر کردہ نہیں ہیں بلکہ ان کو روم کا پوپ انتخاب کرتا ہے اور اسی کی طرف سے ان کی نامزدگی ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ آرتھرڈاکس چرچ کے پادری جو ان ممالک میں ہیں ان کی نامزدگی قسطنطنیہ کے آرتھرڈاکس چرچ کی طرف سے ہوتی ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آسٹریا کی گورنمنٹ ہمارے مذہبی علماء اپنی طرف سے نامزد کرتی ہے۔ اور ہم کو اس امر کی اجازت نہیں دیتی کہ ان کا انتخاب ہم شیخ الاسلام قسطنطنیہ سے کرائیں۔ اس ردّ وقدح کے بعد مسلمانوں کا ایک ڈیپوٹیشن قسطنطنیہ میں پہنچا اور انہوں نے ایک عرضداشت حضور سلطانی میں پیش کی اس کا مضمون یہ تھا کہ حضور اپنے ذاتی اثر سے اس مشکل کو حل فرمادیں اور اس باب میں ہماری تائید وحمایت کریں۔

آسٹریا کی گورنمنٹ مسلمانوں کی اس حرکت سے ناراض ہو گئی اور اس نے اعلان کیا کہ جو مسلمان قسطنطنیہ کے ڈیپوٹیشن میں شریک ہیں وہ دوبارہ اپنے وطن کو واپس نہ آئیں کیونکہ ان کے حقوق اس ملک میں ضائع ہوگئے ہیں۔ مجبوراً یہ مسلمان قسطنطنیہ میں رہ گئے اور اپنے وطن کو واپس نہیں گئے اور اب سلطانی محکموں میں مختلف عہدوں پر ملازم ہیں۔ یہ مہتم بالشان مسئلہ ان ممالک کے مسلمانوں اور آسٹریا کی حکومت کے درمیان آج تک زیر بحث ہے۔

ان ممالک کے مسلمانوں کی تعلیمی حالت یہ ہے کہ اب تک ان ملکوں میں بہت سے ابتدائی مکتب جاری ہیں جنہیں معمولی لکھنا پڑھنا سکھایا جاتا ہے اور قرآن مجید حفظ کرلیا جاتا ہے۔ سرکاری مدرسوں میں بہت کم مسلمان طلباء تعلیم پاتے ہیں۔ البتہ بوسنہ سرائے کے سرکاری کالج میں بیس فیصدی طلباء مسلمان ہیں اور اسی وجہ سے عیدین کو یہ کالج بند کیا جاتا ہے تاکہ مسلمان طلباء اپنی مذہبی رسوم ادا کرسکیں وی آنا (دارالحکومت آسٹریا) اور دیگر شہروں کے کالجوں میں مسلمان طلباء کی تعداد ۱۹۰۶ء اور ۱۹۰۷ء کے درمیان چالیس سے زیادہ نہیں تھی۔ اور یہ ایسی قلیل تعداد ہے جس پر نہایت افسوس ہوتا ہے۔ بوسنہ سرائے کے مسلمانوں نے ۱۹۰۲ء میں ایک انجمن قائم کی جس کا نام "انجمن غیرت" ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ غریب مسلمان طلباء کے لئے تعلیم پانے میں آسانیاں پیدا کی جاویں اور ان کی مالی مدد کی جاوے"۔

بیسویں صدی کے آخری عشرہ میں یوگوسلاویہ کی تحلیل سے بوسنیا سمیت اسکی چھ ریاستیں آزاد ہوئیں تو جمہوریہ بوسنیا و ہرزی گوینا کے صدر جناب عزت بیگ بیگوچ نے بوسنیا کی مستقل ریاست کا اعلان کردیا جسے اقوام متحدہ نے ۱۶ اپریل ۱۹۹۲ء کو تسلیم کرلیا۔ لیکن سربیا کے قدامت پرست عیسائی صدر نے بوسنیا کی آزادی مسترد کردی اور یورپ کی دوسری عیسائی حکومتوں کی پشت پناہی میں نہایت درجہ وحشت و بربریت سے نہتے مسلمانوں کا قتل عام شروع کردیا۔

آہ!! ایک محتاط اندازے کے مطابق دو لاکھ سے زائد مسلمان شہید، دس لاکھ سے زیادہ بے گھر اور کم و بیش ستر ہزار مسلم خواتین عصمت دری کا شکار ہوچکی ہیں۔ بوسنیا کے مظلوم مسلمانوں کا خونیں مقدمہ دنیا بھر کے دانشوروں اور منصفوں اور ان کی اقوام کی عدالت میں ہے اور عالمی انسانیت کی بے حسی پر ماتم کناں ہے۔

دنیائے احمدیت کے آسمانی راہنما اور روحانی قائد سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے ۱۹۹۴ء میں بوسنیا کی تاریخ مظلومیت سے متعلق ایک حد درجہ دردناک' سوزوگداز میں ڈوبی ہوئی اور رُلا دینے والی نظم کہی تھی جس کے چند اشعار پر میں اس خونچکاں اور زہرہ گداز سرگشت کو ختم کرتا ہوں۔ فرماتے ہیں۔

سینوں پہ رقم ہیں تری عظمت کے فسانے
گاتی ہیں زبانیں تری سطوت کے ترانے
اترے گا خدا جب تری تقدیر بنانے
مٹ جائیں گے ، نکلے جو ترا نام مٹانے
جس جس نے اجاڑا تجھے ہو جائے گا برباد
اے بوسنیا، بوسنیا۔ بوسنیا۔ زندہ باد

رمضان کی برکات

ازقلم: حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ

(۱)......یادرکھنا چاہئے کہ رمضان ایک بڑا ہی مبارک مہینہ ہے جو انسان کے دل میں ایک طرف محبت الٰہی کی تپش اور دوسری طرف مخلوق خدا کی ہمدردی اور شفقت پیدا کرنے کی خاص الخاص صلاحیت رکھتا ہے۔

(۲)...... اس مبارک مہینہ میں تمام وہ صفات اور تاثیرات بصورت اتم ہیں جو ہمارے دین اور مذہب میں عبادت کی جان ہیں۔ یعنی نماز اور روزہ اور دعا اور ذکر الٰہی اور تلاوتِ کلام پاک اور صدقہ و خیرات۔ اور اس مہینہ کے آخر پر ایک مخصوص عشرہ انقطاع من الدنیا اور انقطاع الی اللہ کا مقرر کر کے اور پھر اس عشرہ میں ایک مخصوص رات کو دعاؤں اور ذکر الٰہی کے لئے کلیۃً وقف کر کے رمضان کی عبادتوں میں گویا ایک گونہ معراج کی سی کیفیت پیدا کی گئی ہے۔

(۳)......پس دوستوں کو چاہئے کہ رمضان کی ان ساری برکات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی کوشش کریں اور حتی الوسع شرعی عذر (یعنی بیماری اور سفر) کے بغیر روزہ ہرگز ترک نہ کریں۔ اور شرعی عذر کی صورت میں اپنی حیثیت کے مطابق مسنون طریق پر فدیہ دیں۔

(۴)...... اس مہینہ میں مقررہ پنج وقتہ نمازوں کے علاوہ تہجد کا بھی خاص التزام کیا جائے اور جن دوستوں کو توفیق ملے وہ نماز ضحیٰ بھی پڑھنے کی کوشش کریں جو دن کے لمبے ناغہ پر ذکر الٰہی کا موقعہ پانے اور خوابیدہ روح کو بیدار کرنے کے لئے مقرر کی گئی ہے اور جس کا وقت نو ساڑھے نو بجے صبح کے قریب سمجھنا چاہئے۔ تراویح کی نماز جو عشاء کے بعد پڑھی جاتی ہے وہ تہجّد کی نماز کا ہی ایک ادنیٰ قسم کا بدل ہے مگر کمزور اور بیمار لوگوں کے لئے بھی غنیمت ہے اور جن دوستوں کو دونوں کی توفیق مل سکے وہ دونوں سے فائدہ اٹھائیں۔

(۵)...... اس مہینہ میں قرآن مجید کی تلاوت کی طرف خاص توجہ دینی چاہئے۔ اور بہتر یہ ہے کہ قرآن مجید کے دو دَور مکمل کئے جائیں ورنہ کم از کم ایک تو ضرور ہو۔ اور ہر رحمت کی آیت پر خدائی رحمت طلب کی جائے اور ہر عذاب کی آیت پر استغفار کیا جائے۔

(۶)......اس مہینہ میں دعاؤں اور ذکر الٰہی پر بھی بہت زور ہونا چاہئے اور دعا کے وقت دل میں یہ کیفیت پیدا کرنے کی کوشش کی جائے کہ ہم گویا خدا کے سامنے بیٹھے ہیں یعنی خدا ہمیں دیکھ رہا ہے اور ہم خدا کو دیکھ رہے ہیں۔ دعاؤں میں اسلام اور احمدیت کی ترقی اور حضرت خلیفۃ المسیح......ایدہ اللہ کی صحت اور درازیٔ عمر اور سلسلہ کے مبلغوں اور کارکنوں اور قادیان کے درویشوں اور ان کے مقاصد کی کامیابی کو مقدم کیا جائے۔ عمومی دعاؤں میں رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ بڑی عجیب و غریب دعا ہے اور نفس کی تطہیر کے لئے لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحَانَكَ اِنِّي كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ غیر معمولی تاثیر رکھتی ہے۔ اور استعانت باللہ کے لئے يَاحَيُّ يَاقَيُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ نَسْتَغِيْثُ کامیاب ترین دعاؤں میں سے ہے۔ اور سورۂ فاتحہ تو دعاؤں کی سرتاج ہے۔

(۷)...... برکات کے حصول کے لئے کثرت کے ساتھ درود پڑھنا اوّل درجہ کی تاثیر رکھتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام لکھتے ہیں کہ ایک رات میں نے اس کثرت سے درود پڑھا کہ میرا دل و سینہ معطّر ہو گیا۔ اس رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے نور کی مشکیں بھر بھر کے میرے مکان کے اندر آرہے ہیں۔ ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ نور اس درود کا ثمرہ ہے جو تو نے محمد ﷺ پر بھیجا ہے۔

(۸)......روزہ کے دوران میں خصوصیت سے ہر قسم کی لغو حرکت اور بے ہودہ کلام اور جھوٹ اور دھوکہ اور بددیانتی اور ظلم و ستم اور ایذارسانی اور استہزا اور گالی گلوچ سے اس طرح اجتناب کیا جائے کہ گویا انسان ان باتوں کو جانتا ہی نہیں تاکہ رمضان کا یہ روحانی سبق دوسرے ایام کے لئے ایک شمع ہدایت بن جائے۔

(۹)......رمضان کی ایک خاص عبادت جو حقوق العباد سے تعلق رکھتی ہے، صدقہ و خیرات ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان میں اس طرح صدقہ و خیرات کیا کرتے تھے گویا کہ آپ کا ہاتھ ایک تیز آندھی ہے جو کسی روک کو خیال میں نہیں لاتی۔ اور رمضان کے آخر میں صدقۃ الفطر تو بہرحال ہر غریب و امیر خورد و کلاں اور مرد و زن پر فرض ہے۔

(۱۰)......رمضان کا آخری عشرہ اپنی برکات اور قبولیتِ دعا کے لئے خصوصی تاثیر رکھتا ہے۔ اس لئے اس عشرہ میں نوافل اور ذکر الٰہی اور دعا اور تلاوت قرآن مجید اور درود پر بہت زور دینا چاہئے۔ اور جن دوستوں کو توفیق ملے اور ان کے ضروری فرائض منصبی میں حرج نہ لازم آتا ہو تو وہ آخری عشرہ میں اعتکاف بیٹھ کر بھی اس کی مخصوص روحانی برکات سے فائدہ اٹھائیں۔ ورنہ کم از کم اس عشرہ کی راتوں اور خصوصاً طاق راتوں میں خصوصیت کے ساتھ نوافل اور ذکر الٰہی اور دعاؤں پر زور دیں تاکہ اگر خدا چاہے تو وہ مبارک رات میسر آجائے جو عمر بھر کی راتوں سے زیادہ بابرکت شمار کی گئی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس رمضان کی برکات سے پورا پورا فائدہ اٹھانے کی توفیق دے تاکہ جب رمضان گزر جائے تو خدا کے فرشتے ہمیں ایک بدلی ہوئی مخلوق پائیں اور ہمارے لئے دین و دنیا میں غیر معمولی ترقی کے راستے کھل جائیں۔ آمین یاارحم الراحمین۔

(بشکریہ روزنامہ الفضل ربوہ، ۹رمارچ ۱۹۶۰ء)

(مرسلہ: حبیب الرحمن زیروی ربوہ)

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ ۱

حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ تبتل کے تفصیلی اور گہرے معانی میں یہ بھی ہے کہ بیک وقت دنیا سے علیحدگی بھی ہے مگر اس کے باوجود دنیا سے تعلقات بھی ہیں۔ تبتل خدا کی خاطر کرنے کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ خدا نے جو کارخانۂ قدرت جاری فرمایا ہے اس سے انسان مستغنی ہو جائے۔ اگر انسان خدا کے جاری کردہ کارخانۂ قدرت سے بے نیاز ہو جائے تو یہ تکبّر ہے۔

حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کے تبتل الی اللہ کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پڑھا اور پھر اس تحریر سے جو کسی کے ذہن میں غلط تاثر پیدا ہو سکتا ہے اسکے ازالہ کے لئے حضور علیہ السلام ہی کی بعض اور تحریرات پڑھ کر سنائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ اس قدر خدا میں گم ہو گئے تھے کہ آپؐ کے وجود میں نفس کا اور اسباب کا اور مخلوق کا کچھ حصہ باقی نہ رہا تھا۔ اسی طرح آپ نے فرمایا کہ انسان کا کمال بھی یہی ہے کہ دنیوی کاروبار میں بھی مصروفیت رکھے اور پھر خدا کو بھی نہ بھولے۔ حضور نے فرمایا کہ خدا کے ذکر کی خاطر ان معنوں میں ہلکا ہو جانا کہ دنیا کی وہ ذمہ داریاں جو خدا نے ہی ڈالی ہیں ان کو اتار پھینکے یہ درست طریق نہیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ دنیوی فرائض اور ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ دین کو دنیا پر مقدم رکھو اور کوئی جن کاموں میں ہے ان میں اپنے خدا کو نصب العین رکھے۔ محاورہ ہے اللہ سے ڈر اور سب کچھ کر۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اگر خدا کے احکامات کی نافرمانی واضح طور پر ہو رہی ہو تو اسے اللہ سے ڈرنا نہیں کہتے۔ بلکہ اس کا مطلب ہے کہ اس کے احکام اور نواہی کا لحاظ رکھتے ہوئے اس دائرہ کے اندر جو چاہے کر۔ حضور ایدہ اللہ نے آنحضرت ﷺ کی حدیث کے حوالہ سے بتایا کہ مومن کا معاملہ سارے کا سارا خیر پر مبنی ہے۔ جب اسے آزمائش پہنچتی ہے تو وہ شکر کرتا ہے اور جب تکلیف پہنچتی ہے تو صبر کرتا ہے۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ صبر جس کا رسول اللہ ﷺ ذکر فرما رہے ہیں وہ دعا کے بغیر حاصل ہو سکے۔ صبر خدا سے مانگے بغیر نصیب ہو ہی نہیں سکتا۔ واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ۔ پس ان آزمائشوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ان آزمائشوں کے لئے تیاری کرو۔ پیشتر اس کے کہ انسان پر کچھ ابتلا آئیں خواہ وہ انفرادی ہوں یا جماعتی ہوں انسان کا فرض ہے کہ وہ دعا کرتا چلا جائے کہ اے خدا جب بھی آزمائش ہو ہمیں صبر ضرور دینا۔ اور یہ صبر صلاۃ کے بغیر نہیں ہو سکتا۔ سچا صبر عبادت کے ذریعہ نصیب ہو سکتا ہے۔ عبادت میں انسان اللہ کے قریب آجاتا ہے اور جتنا اللہ کے قریب آجائے اتنا اس پر دنیا کی بے ثباتی ظاہر ہوتی چلی جاتی ہے۔

پاکستان میں حکومت کی طرف سے جو ربوہ کا نام بدلنے کی کوشش ہو رہی ہے اس کے حوالہ سے حضور نے فرمایا کہ ان کی یہ کوششیں بتا رہی ہیں کہ ان کے دلوں میں آگ لگی ہوئی ہے۔ نام بدلنے کی کوشش ظاہر کر رہی ہے کہ ان کی بھڑکن کم نہیں ہو رہی۔ حضور نے بڑے جلال سے فرمایا کہ جماعت احمدیہ تو مٹنے والی جماعت ہی نہیں ہے۔ پاؤں تلے تم ہی روندے جاؤ گے اور تمہاری امیدیں ہی روندی جائیں گی اور اللہ تعالیٰ جماعت کو کامیاب سے کامیاب تر کرتا چلا جائے گا۔

چوہدری ایشین سٹور۔ گروس گیراؤ۔ جرمنی کی طرف سے فخریہ پیشکش

سیل سیل سیل

۲۷ر نومبر ۱۹۹۸ء سے ۱۵ر جنوری ۱۹۹۹ء تک

۱۔ سپر کرنل باسمتی چاول	10Kg	33-90 D.M.
۲۔ ٹلڈا چاول	10Kg	42-90 D.M.
۳۔ احمد سویاں	200Grm	1-00 D.M.
۴۔ احمد پھینیاں	200Grm	1-50 D.M.
۵۔ احمد اچار	1 Kg	5-50 D.M.
۶۔ ابلے چنے	ایک درجن	7-90 D.M.
۷۔ آٹا	10 Kg	6-90 D.M
۸۔ تازہ مرغی کے لیگ پیس	10 Kg	25-90 D.M.
۹۔ تازہ جرمن حلال گوشت (ہاتھ سے ذبح کیا ہوا)	1 Kg	9-50 D.M.

ٹیلی فون کے کارڈ تھوک و پرچون مناسب قیمت پر دستیاب ہیں۔ نیز تمام قسم کی دالیں و مصالحہ جات و دوسری اشیاء مناسب داموں پر مل سکتی ہیں۔ ہمارے ہاں تھوک و پرچون سودے بازار سے بارعایت خرید فرمائیں۔
نیز شادی بیاہ و دیگر تقریبات کے لئے دیگیں، برتن اور پکانے کی سہولت بھی دستیاب ہے۔
ہمارے پاس احمد پروڈکٹس کی ایجنسی بھی ہے۔ تاجر حضرات اس سہولت سے بھی فائدہ اٹھائیں

Choudry Asian Store

Schlesischestrasse 5A

64521-Gross Gerau, Germany

Phone: 06152-58603 Fax: 06152-56796

لقاء مع العرب

۱۳؍اگست ۱۹۹۴ء

(مرتبہ: صفدر حسین عباسی)

"لقاء مع العرب" مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ (MTA) انٹرنیشنل کے مقبول ترین پروگراموں میں سے ایک نہایت مفید، دلچسپ اور ہردلعزیز پروگرام ہے۔ اس میں سیدنا حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عربوں کے سوالات کے جواب انگریزی زبان میں ارشاد فرماتے ہیں اور پھر ان کا عربی ترجمہ پیش کیا جاتاہے۔

اردودان احباب کے استفادہ کے لئے "لقاء مع العرب" کے ان پروگرامز کاخلاصہ **ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر پیش** کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہے۔

ان پروگراموں کی آڈیو، ویڈیو کیسٹس آپ اپنے ملک کے مرکزی مشن میں قائم شعبہ سمعی بصری سے یا شعبہ آڈیو/ ویڈیو مسجد فضل لندن یو کے سے بھی حاصل کرسکتے ہیں۔ (ادارہ)

مسئلہ ختم نبوت

حاضرین مجلس میں سے کسی نے استفسار کیا کہ: ایک حدیث میں آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ:

"لو کان نبی بعدی لکان عمر بن الخطاب"

(ترمذی ابواب المناقب - باب مناقب عمر)

اسی طرح ایک اور موقع پر اپنے بیٹے حضرت ابراہیمؓ کی وفات پر آپؐ نے فرمایا:

"لو عاش لکان صدیقا نبیا"

(ابن ماجہ کتاب الجنائز- باب ما جاء فی الصلوٰة علی ابن رسول اللہ ﷺ)

غیر احمدی حضرات ان احادیث کو پیش کر کے ختم نبوت کے موضوع پر بحث کرتے ہیں کہ آنحضور ﷺ کے بعد اب کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ حضور سے درخواست ہے کہ ان احادیث کی روشنی میں مسئلہ ختم نبوت سے متعلق ارشاد فرماویں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا اس مضمون سے متعلقہ اسی نوعیت کی اور بھی بہت سی احادیث ہیں۔ ان متفرق احادیث کو اگر ہم مختلف کتب سے الگ الگ سمجھنے کی کوشش کریں گے تو کچھ بھی پلے نہیں پڑے گا۔ یہ بہت ضروری ہے کہ اس موضوع سے متعلق تمام احادیث کو اکٹھا کیا جائے اور پھر انہیں سامنے رکھ کر بات کی جائے۔

آج کل ہوتا یہ ہے کہ ہمارے مخالف غیر احمدی علماء چند ایک خاص احادیث کو سامنے رکھ کر بات کرتے ہیں اور ان کے علاوہ اور بہت سی احادیث کو جو ان کے نظریات کو رڈ کرنے والی ہیں اور ان کے خیالات سے موافق نہیں ہوتیں، عمداً نظرانداز کرتے ہیں اور صرف انہی احادیث پر بنا کرتے ہیں جو ان کے مزعومہ عقائد کے حق میں ہوتی ہیں۔

قرآن کریم بڑی سختی سے اس طرز عمل سے منع کرتا ہے اور ایسا کرنے سے روکتا ہے کہ جانتے بوجھتے ہوئے صرف ایسی آیات کو بیان کیا جائے جن سے اپنا مطلب حل ہوتا ہو۔ اور اپنی مرضی کے خلاف آیات کو عمداً چھپا لیا جائے۔ احادیث میں ہے کہ یہودیوں کو یہ عادت تھی کہ وہ کتاب مقدس میں سے بعض حصے لے لیتے تھے اور بعض کو عمداً چھوڑ دیتے تھے۔ آجکل کے بے دین علماء بھی یہودیوں کے اس طرز عمل کو اختیار کئے ہوئے ہیں۔ ان کی یہ بدنیتی اگر کسی کی گمراہی کا سبب بنتی ہے تو اس کا گناہ ان علماء کے سر ہے۔

حضور نے فرمایا، اس سوال کے تین بڑے حصے ہیں جنہیں میں ایک ایک کر کے تفصیل سے بیان کروں گا۔ سب سے پہلے تو یہ علم ہونا چاہئے کہ لفظ "بعد" کا کیا مطلب ہے اور سیاق کلام کے لحاظ سے اس کے کیا کیا معانی کئے جاسکتے ہیں۔

"بعد" کے ایک معنی "سوا" اور "غیر" کے ہیں۔ جیساکہ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے: "فَبِاَیِّ حَدِیْثٍ بَعْدَ اللّٰہِ وَ اٰیٰتِہٖ یُؤْمِنُوْنَ" (سورۃ الجاثیہ :۷) پھر اسی سورۃ میں آگے چل کر فرمایا "فَمَنْ یَّھْدِیْہِ مِنْ بَعْدِ اللّٰہِ" (سورۃ الجاثیہ :۲۴)

ان آیات میں بعدِ اللّٰہ سے کیا مراد ہے؟ کیا اللہ کا بعد ہو گیا۔ اور اب کوئی اللہ نہیں؟ ایسا ہرگز نہیں۔ خدا کا بعد تو ہو ہی نہیں سکتا۔ صاف ظاہر ہے کہ لفظ "بعد" سوا کے معنوں میں ہے۔ مراد ہے کہ اللہ کے سوا۔ یعنی جو کچھ خدا تعالیٰ حکم دے رہا ہے اس پر ایمان لاؤ اور عمل کرو۔ اور اس کے سوا جو کچھ ہے وہ اس کی تعلیم نہیں اسے رد کر دو۔ اور دوسری آیت کا منطوق یہ ہے کہ کون ہے جو خدا کے سوا ہدایت دے سکے۔ تو یہاں لفظ "بعد" غیر اور سوا کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

دوسرا "بعد" زمانی ہے یعنی کسی کے مرنے کے بعد اور یہ وہ معنی ہے جو عام طور پر ہمارے مخالف علماء اختیار کرتے ہیں کہ کسی کے مرنے کے بعد جو وقوع ہو وہ بعدہ' ہے۔

تیسرے "بعد" کا لفظ عارضی غیر حاضری کے بعد کے معنوں میں بھی مستعمل ہے۔ کہ کوئی کسی جگہ کو عارضی وقت کے لئے چھوڑے اور اس کے اس جگہ کو چھوڑنے کے بعد اس عارضی وقت میں کوئی واقعہ ہو۔

گویا تین "بعد" ہیں۔ ایک وہ بعد جس کا کسی کے مرنے کے بعد سے کوئی تعلق نہیں۔ جس کا مطلب سوائے یا علاوہ ہے۔ دوسرا "بعد" کسی کے مرنے کے بعد اور تیسرا "بعد" کسی کی زندگی ہی میں عارضی غیر حاضری ہے۔

اب میں ایسی احادیث پیش کرتا ہوں جن میں ان تینوں قسم کے "بعد" کا مفہوم بیان ہوا ہے۔ جب کسی کے مرنے کے "بعد" کی بات ہوتی ہے تو اس میں بھی دو قسم کے "بعد" ہیں۔ ایک محدود وقت کا بعد اور دوسرا غیر محدود عرصہ کا بعد جو قیامت تک بھی ممتدّ ہو سکتا ہے۔ اس پہلو سے اب ہم مختلف احادیث پر نظر کرتے ہیں۔

مخالف احمدیت علماء کی طرف سے ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک موقع پر فرمایا "لاَ نَبِیَّ بَعْدِیْ" (ابوداؤد کتاب الفتن باب ذکر الفتن ودلائلھا) اور کہتے ہیں کہ اس میں لا نفی جنس استعمال ہوا ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کسی بھی قسم کا کوئی نبی نہیں آسکتا۔

اگر یہی اصل معنی ہیں "لاَ نَبِیَّ بَعْدِیْ" کے جو کہ مخالف علماء کی طرف سے پیش کئے جاتے ہیں تو پھر اس کا مطلب یہ ہوا کہ خدا کا کوئی رسول یا نبی خواہ کسی بھی قسم یا درجہ کا ہو نہیں آسکتا۔ لیکن مشکل وہاں پڑتی ہے جہاں اس قسم کی اور احادیث خدا تعالیٰ کے ایک نبی کے آنے کی خبر دے رہی ہیں لیکن "بعد" کے یہ معانی اس کے ظہور کے مانع ہیں۔ ان احادیث میں آنحضرت ﷺ ایک مسیح یا عیسیٰ بن مریم کے آنے کی خبر دیتے ہیں۔ اور آپؐ یہ نہیں فرماتے کہ وہ نبی نہیں ہوگا، نہ ہی آپؐ یہ فرماتے ہیں کہ وہ نبی ہوگا کیونکہ پہلے بھی وہ نبی تھا۔ بلکہ آپؐ ان الفاظ میں خوشخبری دیتے ہیں کہ "لَیْسَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَہٗ نَبِیٌّ" (ابوداؤد کتاب الملاحم باب خروج الدجال) - مطلب یہ ہوا کہ لفظ "بعد" صاف صاف بتا رہا ہے کہ آپ ﷺ کے بعد مسیح ابن مریم کے آنے تک کے درمیانی وقت میں کوئی نبی نہیں ہوگا۔ تو گویا یہ "بعد" آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد سے لے کر عیسیٰ بن مریم کے ظہور تک کا عرصہ ہے۔

ایک اور روایت ہے جو "بعد" کے ان معانی کی مکمل تصدیق کر رہی ہے۔ تصدیق ان معنوں میں کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی آنحضرت ﷺ کی طرف سے دی گئی خوشخبری کو ویسا ہی سمجھا جیساکہ ہم سمجھتے ہیں۔

ایک موقعہ پر حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ایک شخص کو جو کہ گلی میں اونچی آواز میں یہ منادی کر رہا تھا کہ "لا نبی بعدہ"، "لا نبی بعدہ" ایسا اعلان کرنے سے سختی سے روکا کہ مبادا یہ بات لوگوں کے ذہنوں میں غلط فہمی پیدا کر دے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد اب قیامت تک کسی قسم کا کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپؓ نے اس شخص کو مخاطب کر کے فرمایا:

قُوْلُوْٓا اِنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَ لَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

(الدر المنثور از علامہ سیوطی جلد ۵ صفحہ ۲۰۴۔ دار المعرفۃ الطباعۃ النشر بیروت)

تم یہ تو کہو کہ آپؐ خاتم الانبیاء ہیں لیکن یہ مت کہو کہ لاَ نَبِیَّ بَعْدَہٗ آپ کے بعد اب کوئی نبی نہیں آئے گا۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بے انتہا گہری فراست رکھتی تھیں۔ آپ کو یہ محسوس ہوا کہ اعلان کرنے والا اس حدیث سے یہ معنی لے رہا ہے کہ گویا آنحضرت ﷺ کے بعد اب کسی قسم کا کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ اور یہ معنی آیت "خاتم النبیین" کے مخالف ہیں۔ اس لئے آپؓ نے اس شخص کو ایسا کہنے سے منع فرمایا اور صرف منع ہی نہیں فرمایا بلکہ خاتم النبیین کے اصل معنی بھی اسے بتا دئے۔ اسی لئے آپؓ نے فرمایا کہ آپؐ کو خاتم الانبیاء تو کہو لیکن یہ مت کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔

بزرگان سلف میں سے بعض نے اس روایت کو لیا اور قبول کیا اور اسے یہ کہہ کر رد نہیں کیا کہ یہ ضعیف ہے۔ ان سب نے اتفاق کیا کہ یہ ثقہ روایت ہے۔ اس لئے کہ وہ جانتے تھے کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا ساری امت کے لئے معلّمہ تھیں۔ یہاں تک کہ اکثر محدثین (یقیناً غیر شیعہ) یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ ہم نے آدھا اسلام حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے سیکھا۔

آنحضرت ﷺ کی باقی ازواج مطہرات امہات المومنین کا اپنا ایک مقام ہے لیکن اسلام کو سمجھنے، قرآن کریم اور احادیث کے مطالب اخذ کرنے اور سنّتِ رسولؐ بیان کرتے وقت حضرت عائشہؓ کے ساتھ ان کا کوئی مقابلہ نہیں۔ اور اس فضیلت کی بنا پر قدیم جیّد علماء دین نے آپؓ کو بہت عظمت کا مقام دیا۔ انہیں میں سے بعض کا خیال ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات کا ڈر تھا کہ جب مسیح موعود آئیں گے تو حدیث "لا نبیّ بعدی" ان کی قبولیت کے آڑے آئے گی اور لوگ اس حدیث کے مفہوم کو نہ سمجھنے کی بنا پر آنے والے مسیح کا انکار کر دیں گے۔ کیونکہ اس مسیح نے بھی نبی ہونے کی حیثیت سے آنا ہے۔ یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا تھا کہ حضرت عائشہ صدیقہؓ ایسی بات کہتیں جو احادیث اور قرآن کریم کی کسی تعلیم کے خلاف ہو۔

علماء سلف میں سے بعض نے اس بارہ میں زیادہ عقلمندانہ رائے دی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ "بعدہ" کا مطلب ہے کہ آپؐ کی نبوت کے مخالف، باہر سے کوئی نبی نہیں آئے گا۔ اور آیت خاتم النبیین کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی متابعت اور شریعت محمدیہ کے اندر رہتے ہوئے نبی پیدا ہو سکتا ہے۔ اس لئے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے آیت خاتم النبیین کے وسیع معنی کو لیا اور صرف لا نبیَّ بَعدِی کہنے سے جو غلط فہمی پیدا ہو سکتی تھی اس سے بچانے کے لئے آپ نے فرمایا کہ:

قُوْلُوْٓا اِنَّہٗ خَاتَمُ الْاَنْبِیَاءِ وَ لَا تَقُوْلُوْا لَا نَبِیَّ بَعْدَہٗ

لیکن اس کے ساتھ ہی حضرت عائشہؓ کو کامل یقین تھا کہ صرف آیت "خاتم النبیین" کے حوالہ سے لوگ مسیح موعود یا عیسیٰ ابن مریم کا انکار نہیں کریں گے۔ اگر صرف آیت "خاتم الانبیاء" کہو تو اس کا ہرگز یہ مطلب نہیں کہ آپ ﷺ کے بعد ہر قسم کی نبوت کا دروازہ بند ہو گیا۔ اس لئے تمہارا "خاتم النبیین" کہنا آنے والے عیسیٰ ابن مریم کے ماننے میں کچھ بھی روک نہیں بن سکتا۔ ہاں البتہ صرف "لانبی بعدی" کا اعلان کرنا، آنے والے عیسیٰ بن مریم کی نبوت پر ایمان لانے میں روک پیدا کرے گا۔ اس طرح حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا یہ پر حکمت بیان آیت "خاتم النبیین" کو سمجھنے کے لئے راستہ بالکل صاف کر دیتا ہے اور اس آیت کے معنی واضح اور روشن ہو جاتے ہیں۔

دوسرے یہ بات قابل غور ہے کہ اگر حضرت عائشہؓ کے خیال میں لفظ "بعد" کا یہ مفہوم تھا کہ آنحضرت ﷺ کی وفات کے بعد اب کسی قسم کا کوئی نبی نہیں تو پھر آنے والے مسیح کو بالکل قبول نہیں کیا جا سکتا تھا۔ پرانے بزرگ علماء بھی یہی کہتے ہیں کہ یقیناً حضرت عائشہؓ کے ذہن میں "بعد" کا یہ مطلب تھا کہ حضرت محمد ﷺ کی امت سے باہر کوئی نبی نہیں آسکتا اور آیت خاتم النبیین بھی اسی مضمون پر حاوی ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ آخری شرعی نبی ہیں اور سب نبیوں سے خوب تر، اعلیٰ وارفع شان رکھنے والے ہیں اور اب ایسا کوئی نبی نہیں آسکتا جو آپ کے تابع اور مطیع نہ ہو اور جو شریعت اسلامیہ، قرآن کریم اور سنت رسول سے باہر ہو۔

اگر "بعد" کا یہ معنی اختیار کیا جائے کہ آپ ﷺ کے مخالف اور امت محمدیہ سے باہر کوئی نبی نہیں آسکتا تو پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے بیان کی روشنی میں آیت خاتم النبیین کے یہ معنی ہونگے کہ آپ تمام نبیوں کے خاتم ہیں اس لحاظ سے کہ آئندہ کوئی نبی آپ کی متابعت اور شریعت سے باہر نہیں آئے گا۔ آپؐ مطلق نبوت کو بند نہیں فرمارہے تھے بلکہ یہ فرمارہے تھے کہ ایسا نبی نہیں آسکتا جو میری شریعت کو منسوخ کرنے والا ہو۔ حضرت عائشہؓ جانتی تھیں کہ آنے والا مسیح چونکہ انہی شرائط کے ساتھ ظاہر ہوگا یعنی امت مسلمہ میں سے ہوگا اور آنحضرت ﷺ کی کامل پیروی کرے گا اس لئے آیت خاتم النبیین امتی نبی کی بعثت میں حائل نہیں ہو سکتی۔

یہاں ایک اور لطیف نکتہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ پاکستان اور ہندوستان کے مخالفِ احمدیت علماء لفظ "بعد" پر بحث کرتے کرتے جب اس مقام پر پہنچ جاتے ہیں کہ انہیں سوائے راہِ فرار کے کوئی چارہ نظر نہیں آتا تو پھر وہ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا کی مثال بن کر آخری پتہ پھینکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھیں یہاں "لا" نفی جنس کا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ کسی قسم کا بھی کوئی نبی نہیں آسکتا۔ لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات مانتے ہوئے کہ مسیح ابن مریم آئے گا اور نبی ہوگا وہ خود ہی نبوت کا دروازہ بھی کھولتے ہیں۔ وہ یہ نہیں کہہ سکتے کہ وہ نبی نہیں ہوگا کیونکہ صحیح مسلم کی حدیث بتاتی ہے کہ وہ یقیناً نبی ہوگا اور ساتھ ہی یہ بنیادی اصول بھی مدنظر رہے کہ جب کسی شخص کو نبوت کا درجہ مل جاتا ہے تو پھر کبھی بھی اس سے نبی ہونے کا ٹائٹل واپس نہیں لیا جاتا۔ لہٰذا اس اصول کے تحت ہم کبھی بھی یہ نہیں کہہ سکتے کہ مسیح ابن مریم جب دوبارہ ظہور کریں گے تو نبی نہیں ہونگے۔

جب ان علماء سے اور کوئی جواب نہیں بن پڑتا تو پھر بچاؤ کی خاطر یہ داؤ لگاتے ہیں کہ "لا نبیَّ بَعدی" کا مطلب ہے آپ کے بعد کوئی نیا نبی نہیں بنایا جائے گا۔ لیکن آپ ﷺ سے پہلے اگر کسی کو نبی بنایا گیا ہو تو وہ بے شک دوبارہ آ جا سکتا ہے۔ گویا وہ نبوت کا دروازہ کھولنا تو چاہتے ہیں لیکن خاتَم کے اندر نہیں بلکہ خاتَم کے اردگرد اور باہر باہر سے۔ اسے By passing کہتے ہیں جیسے شہروں کے باہر By pass بنائے جاتے ہیں کہ اگر شہر کے اندر سے نہیں جانا چاہتے تو پھر باہر باہر سے گزر جاؤ۔ تو کتنی خوبصورتی سے ان ملاؤں کی طرف سے بائی پاس (By pass) بنایا گیا ہے۔ ان سے کہا جاتا ہے کہ کچھ بھی ہو آخر وہ ہوگا تو نبی اور آئے گا بھی آنحضرت ﷺ کے بعد۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان کے اس مؤقف کو کلیۃً رد کر دیا ہے اور اس بائی پاس کو ہمیشہ کے لئے بند کر دیا ہے کیونکہ یہ بَعد مسیح ابن مریم کے آنے کے خلاف نہیں تھا تو آپؓ اسے بالکل بھی رد نہ فرماتیں۔ بلکہ یہ کہتیں کہ تم یہ نہ سمجھو کہ عیسیٰ بن مریم نہیں آسکتا وہ تو پرانا اور آنحضرت ﷺ سے پہلے کا نبی ہے۔ اور "بعد" تو صرف کسی نئے نبی کے پیدا کئے جانے کی نفی کر رہا ہے۔

میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت مؤثر اور مثبت دلیل ہے اور حجت تمام کرنے والی ہے۔ جب حضرت عائشہؓ کے اس بیان کی روشنی میں ملاں لوگوں کو اس طرح جواب دیا جاتا ہے تو پھر سوائے فرار کے ان کے پاس کوئی چارہ نہیں رہتا اور وہ ہتھیار پھینکنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

چلیں بفرض محال یہ مان بھی لیں کہ ان کے خیال کے مطابق حضرت عیسیٰؑ بائی پاس کر کے باہر سے آجائیں گے تو کیا ایسی صورت میں وہ نبی ہونگے؟ یقیناً نبی ہونگے۔ پھر آخری نبی تو حضرت عیسیٰؑ ہوئے۔ کیونکہ اس کرۂ ارض پر بسنے والے انسان جس آخری نبی کی صورت دیکھیں گے وہ عیسیٰ ابن مریم ہونگے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب عیسیٰ ابن مریم آئیں گے تو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی امت میں داخل ہو جائیں گے اور اسلام قبول کر لیں گے اور پھر صرف اور صرف اسلام کی تبلیغ واشاعت کریں گے۔ گویا حضرت عیسیٰؑ دو بنیادی شرائط کو پورا کریں گے۔ ایک یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب کو مانیں گے اور سُنّتِ رسول پر عمل پیرا ہونگے کیونکہ قرآن کریم خدا تعالیٰ کی آخری شرعی کتاب ہے جو قیامت تک کے لئے لوگوں کی راہنمائی کے لئے اتری۔ دوسرے یہ کہ حضرت عیسیٰؑ آنحضرت ﷺ کے تابع اور آپ کی اُمت میں سے ہو جائیں گے۔

غیر احمدی علماء کہتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰؑ یہ دو شرطیں پوری کر لیں گے تو پھر ان کے آنے سے ختم نبوت پر کوئی حرف نہیں آئے گا اور نبوت کی مہر نہیں ٹوٹے گی۔ یہی تو ہم بھی مانتے اور قبول کرتے ہیں اور اس کے مانے بغیر اور کوئی چارہ نہیں۔ یہی تو ہمارا ایمان ہے کہ اب کوئی نبی قرآن کریم وسُنّتِ رسول کی پیروی سے باہر نہیں آ سکتا۔ وہی نبی ہوگا جو آپ ﷺ کی کامل پیروی کرنے والا اور آپ کا مطیع ہوگا۔

اس طرح یہ علماء پرانے عیسیٰ بن مریمؑ کو مجبور کرتے ہیں کہ وہ ان شرائط کو پورا کرے۔ اور پھر اسے باہر سے لاکر زبردستی آنحضرت ﷺ کی امت میں داخل کرتے ہیں۔ لیکن جو ان شرائط کو پورا کر رہا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی کامل پیروی میں اور آپ کے فیض سے نبوت کے مقام پر فائز کیا گیا ہے اسے یہ کہتے ہیں کہ تم نے ختم نبوت کی توہین کی ہے اور آنحضرتؐ کے بعد نبوت کا دعویٰ کر کے بڑے جُرم کا ارتکاب کیا ہے اس لئے تم کافر ہو۔ گویا جب وہ خود چاہتے ہیں تو باہر سے ایک نبی کو اُمتِ محمدیہ میں داخل کر کے بھی ان کے نزدیک ختم نبوت کی مہر نہیں ٹوٹتی بلکہ قائم دائم رہتی ہے۔

لیکن قرآن کریم کبھی بھی اجازت نہیں دیتا کہ ایسا ہو۔ وہ حضرت عیسیٰؑ کے متعلق بار بار اس بات کا اعلان کر رہا ہے کہ "رَسُولاً اِلیٰ بَنِی اِسْرَائِیْل"۔ (آل عمران:۵۰)۔ "رَسُولاً اِلیٰ بَنِی اِسْرَائِیْل" کہ وہ صرف بنی اسرائیل کا نبی تھا اور صرف تورات کی تعلیم دینے والا تھا تو پھر قرآن کہاں جائے گا؟

اگر آنے والا مسیح باہر سے آئے گا اور امام مہدی کے ذریعہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی بیعت بھی کر لے گا اور امت محمدیہ میں داخل ہو جائے گا تو پھر ان آیات کا کیا ہوگا۔ اگر وہ کہے گا کہ میں قرآن کریم کی تعلیم دوں گا تو قرآن کہے گا کہ نہیں تم تورات کی تعلیم دو۔ اور جب وہ یہ کہے گا کہ اے امت محمدیہ میں تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں تو وہ کہیں گے کہ ہم تمہاری بات مانیں یا قرآن کریم کی؟۔ قرآن یہ اعلان کر رہا ہے کہ تم صرف بنی اسرائیل کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہو۔ اس لئے تم بنی اسرائیل کی طرف جاؤ، یروشلم کی طرف جاؤ اور خبردار مکہ اور مدینہ میں داخل ہونے کی کوشش نہ کرنا۔ اب بتاؤ اس مشکل کا کیا حل نکالو گے۔

صرف دو ہی راستے ہیں۔ یا تو ایسے شخص کی مانیں جو آنحضرت ﷺ کی اُمت میں پیدا ہوا، شریعت اسلامیہ، قرآن کریم اور آپ ﷺ کی ماتحتی اور محبت میں پلا بڑھا اور آخر کار مسیح ومہدی کا رتبہ پاکر تابع اُمتی نبی کی حیثیت سے مبعوث ہوا۔ یا پھر پرانے نبی کو باہر سے لائیں اور زبردستی اسے اُمتِ محمدیہ میں داخل کریں۔ لیکن یہ دونوں شرطیں پوری کرنے میں مشکل یہ درپیش ہوگی کہ خدا کا نبی کسی غیر نبی سے شریعت کا علم حاصل نہیں کرتا۔ ہر نبی شریعت کی تعلیم براہ راست خدا تعالیٰ سے حاصل کرتا ہے۔ گویا حضرت عیسیٰؑ کو اسلامی شریعت کا سارا علم خدا تعالیٰ سے سیکھنا ہوگا۔ مکمل قرآن کریم ان پر دوبارہ وحی کیا جائے گا کیونکہ خدا تعالیٰ کے سوا کوئی بھی کسی نبی کو دین کا علم نہیں دے سکتا۔

پھر یہ کہ قرآن کریم اور باہر سے آنے والے عیسیٰ بن مریم کے درمیان اختلاف ہمیشہ ہی مشکلات پیدا کرتا رہے گا اور کوئی بھی اسے حل نہیں کر سکے گا۔ جیسا کہ میں پہلے بیان کر چکا ہوں کہ قرآن یہی کہتا رہے گا کہ عیسیٰؑ پر لازم ہے کہ وہ تورات کی تعلیم پر عمل کرے اور اس کی تشہیر کرے کیونکہ قرآن میں کہیں نہیں لکھا کہ مسیح لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے گا۔ دوسری مشکل یہ رہے گی کہ قرآن کریم مستقل طور پر یہ اعلان کر رہا ہوگا کہ "رَسُولاً اِلیٰ بَنِی اِسْرَائِیْل" اس لحاظ سے عیسیٰؑ کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ وہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی اُمت کو مخاطب کر سکے۔ ایسی صورت میں جب قاری کے سامنے یہ دونوں مشکلات آئیں گی تو اس کی کیا حالت ہوگی۔ وہ تو اسی تذبذب میں ساری زندگی کاٹے گا کہ قرآن کی پیروی کرے یا عیسیٰؑ کی۔

اب میں لفظ "بعد" کے تیسرے معنی کو لیتا ہوں جس میں زندگی ہی میں وقتی عارضی غیر حاضری کے بَعد کا بیان ہے۔

آنحضرت ﷺ نے ایک غزوہ کے موقع پر تشریف لے جاتے وقت حضرت علیؓ کو اپنے پیچھے مدینہ کا امام بنایا اور انہیں مخاطب کر کے فرمایا:

"انت منی بمنزلة هارون من موسیٰ الا انه لا نبی بعدی"۔ (بخاری کتاب الفضائل ۔ باب فضائل علی بن ابی طالب)

کہ اے علی تیرا اور میرا رشتہ تو اس وقت وہی بن گیا ہے جو موسیٰ اور ہارون کا تھا۔ جب موسیٰؑ چالیس دن کے لئے اپنے خدا سے خاص پیغام لینے گئے تھے تو انہوں نے ہارون کو اپنا قائم مقام بنایا تھا۔ پس میرا اور تمہارا تو وہی رشتہ ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ہارون نبی تھے لیکن میرے بعد جس عرصہ میں میں یہاں نہیں ہونگا تو نبی نہیں ہوگا۔

تو "بعد" کا ایک مطلب ہوا کسی کے مرنے کے بعد اور دوسرے معنی کسی کے عارضی بچھڑنے کے بعد ایک خاص عرصہ تک جب تک وہ واپس نہیں آجاتا۔ تو اس حدیث سے مطلب یہ ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں اور کوئی نبی نہیں۔ اور اس پر سب کو اتفاق ہے۔

اب میں ان دو احادیث کو باری باری لیتا ہوں جو آپ نے شروع میں اپنے سوال میں پیش کی تھیں۔ ایک ہے "لو کانَ نبیٌّ بَعْدِی لکانَ عُمَرابن الخَطاب"۔ (ترمذی ابواب المناقب۔ باب مناقب عمر) اور دوسری حدیث اپنے بیٹے حضرت ابراہیم کی وفات پر آپ کا یہ فرمانا "لو عاشَ لکانَ صِدیقاً نبیاً"۔ (ابن ماجه کتاب الجنائز۔ باب ما جاء فی الصلوٰة علی ابن رسول اللهؐ)۔

آپؐ نے ایک اور موقع پر حضرت عمرؓ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:

"لَوْلَمْ اُبْعَثْ لَبُعِثْتَ یَاعُمَرُ".

(مرقاۃ، شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۵۳۹)

اگر میں مبعوث نہ ہوتا تو پھر اے عمر تو مبعوث کیا جاتا۔

پہلی حدیث میں آپؐ نے جو فرمایا" لو کان نبی بعدی لکان عمر"، دوسری حدیث اس کی تشریح و وضاحت کر رہی ہے کہ وہ " بعد" "سوا" کے معنوں میں آیا ہے کہ اگر میں رسول نہ بنایا گیا ہوتا اور میرے سوا کسی اور کو رسول بنایا جانا ہوتا تو وہ عمر ہوتا۔

آیت خاتم النبیین آنحضرت ﷺ پر نازل ہوئی اور اس کے معانی بھی آپؐ ہی سب سے زیادہ جانتے تھے۔ اور آپؐ ہی ہیں جنہوں نے فرمایا "لا نبی بعدی" اور "بعدی" کے معنی بھی آپ ہی سب سے بہتر جانتے تھے۔ آپؐ نے جہاں بھی یہ لفظ استعمال فرمایا اسی مفہوم میں فرمایا کہ آپؐ کے بعد اب کوئی ایسا نبی نہیں آئے گا جو قرآن و شریعت، احادیث اور سنت نبوی اور آپ کی اطاعت سے باہر ہو۔ لیکن آپ کی متابعت و پیروی میں آپؐ کی امت میں سے جب خدا چاہے گا نبی مبعوث فرمائے گا۔

پرانے بزرگ علماء نے ان احادیث سے متعلق جو کچھ کہا ہے اب میں وہ پیش کرتا ہوں۔ تمام بزرگان سلف اس بات پر یقین کامل رکھتے ہیں کہ یہ کبھی ہو ہی نہیں سکتا کہ آنحضرت ﷺ ایک موقع پر ایک بات ارشاد فرمائیں اور دوسرے مقام پر اس کے خلاف کوئی بیان دے دیں۔ آپ کے اقوال میں اختلاف کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

یہ جو روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بیٹے حضرت ابراہیمؓ کی وفات پر فرمایا کہ اگر زندہ رہتا تو صدیق نبی ہو جاتا۔ اس پر ہمارے مخالف علماء اس طرح رائے زنی کرتے ہیں کہ دیکھو آنحضرت ﷺ نے تو یہ فرمایا ہے کہ زندہ رہتا تو نبی ہو جاتا۔ مگر خدا نے اسے مار دیا اس لئے کہ نہ وہ زندہ رہے اور نہ وہ نبی بنے۔ یہ گویا اس کی حکمت بیان کرتے ہیں۔ حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ یہ کلیۃً جھوٹ ہے۔ اس میں تو حکمت کی کوئی بات ہی نہیں۔ یہ تو رسول اللہ ﷺ کی فصاحت و بلاغت اور آپ کی حکمت و فراست پر ایک گندہ حملہ ہے۔ اگر ایسی ہی بات تھی تو پھر آنحضرت ﷺ کو یہ نہیں کہنا چاہئے تھا کہ اگر زندہ رہتا تو صدیق نبی ہو جاتا۔ بلکہ آپ یہ فرماتے کہ اگر یہ لڑکا زندہ بھی رہتا اور لمبی عمر پاتا تب بھی یہ نبی نہ بن سکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "لانبیَّ بعدی" میرے بعد کسی قسم کا کوئی نبی نہیں۔ آپؐ کے ذہن میں اگر اس حدیث کا یہ مفہوم ہوتا جو یہ علماء بیان کرتے ہیں تو آپؐ کبھی بھی وہ کچھ نہ فرماتے جو آپؐ نے فرمایا۔ اور صرف اس وجہ سے آپؐ کے بیٹے کو چھوٹی عمر میں خدا تعالیٰ کا وفات دینے کا کوئی جواز ہی پیدا نہیں ہوتا۔ یہ ہو کیسے سکتا ہے کہ کوئی انسان زبردستی خدا تعالیٰ سے اس کی مرضی کے خلاف کوئی چیز چھین سکے۔ اگر نبوت اس رنگ میں ختم ہو چکی ہوتی جیسا کہ یہ علماء سمجھتے ہیں تو پھر بے شک آنحضرت ﷺ کے بیٹے لمبی عمر پاتے وہ ختم نبوت کے لئے کسی طور پر بھی خطرہ کا موجب نہیں بن سکتے تھے اور ایسی صورت میں یقیناً حضرت ابراہیمؓ خدا تعالیٰ کے عام بندے ہوتے۔

آنحضرت ﷺ اس دنیا میں سب انسانوں سے زیادہ علم و حکمت اور بصیرت رکھنے والے انسان تھے۔ وہ ایسی بات کہہ کیسے سکتے ہیں۔ آپؐ کی تمام باتیں 'اِنْ ھُوَاِلاَّ وَحیٌ یُوحیٰ' کے مصداق تھیں۔ گہری حکمت پر مبنی تھیں اور آپ کی باتوں کے حقیقی عرفان کا ادراک بھی بصیرت کا متقاضی ہے۔

بزرگان سلف نے اس مفہوم کو جو آجکل کے بے دین علماء ان احادیث سے اخذ کرتے ہیں سختی سے رد کیا ہے کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آنحضرت ﷺ کی طرف ایسی گری ہوئی بات منسوب کرنے کا خیال بھی دل میں لایا جا سکے۔ ان بزرگان سلف نے بھی اس حدیث کی یہی تشریح فرمائی ہے کہ اس سے آنحضرتؐ کی مراد صرف یہی تھی کہ اب کوئی ایسا نبی مبعوث نہیں ہو سکتا جو قرآن و سنت، میری اطاعت اور میری اُمّت سے باہر ہو۔ اور اگر آپ کے بیٹے حضرت ابراہیم زندہ رہتے اور لمبی عمر پاتے تو بھی آپ کے تابع ہوتے اور آپ کی امت میں سے ہوتے۔ ایسی صورت میں ان کا نبی ہو جانا نہ تو "لا نبی بعدی" کے منافی ہوتا اور نہ ہی آیت خاتم النبیین کے خلاف ہوتا۔

یہ وہ تشریحات ہیں جو پہلے بزرگ علماء ان احادیث سے متعلق بیان کر چکے ہیں۔ لیکن جب ہم ان احادیث کی ویسی تشریح کرتے ہیں تو یہ علماء کہتے ہیں کہ تم خلاف اسلام اور خلاف شریعت بات کرتے ہو۔ کیا اسی کا نام عدل ہے؟ حضور نے فرمایا کہ یہ سوال اتنا دلچسپ تھا کہ وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا۔ اگلی نشست میں بھی ہم اس سوال کے بقیہ پہلوؤں پر گفتگو کریں گے۔ انشاء اللہ۔

ضروری تصحیح

لقاء مع العرب ۷ر جولائی ۱۹۹۴ء جو الفضل انٹرنیشنل کے گزشتہ شمارہ ۴۹ میں شائع ہوا ہے۔ اس کے پہلے کالم کے آخری پیرا کے پہلے جملہ کو یوں پڑھا جائے: "آنحضرتؐ نے "الامام الھادی" نہیں فرمایا بلکہ "الامام المھدی" فرمایا ہے"۔ (ادارہ)

بقیہ: تقریب رونمائی از صفحہ ۱۶

احباب کو تعارفی طور پر چھوٹے چھوٹے پمفلٹ مفت پیش کئے جاتے رہے جن میں جماعت احمدیہ کا مختصر تعارف، احمدیہ مسلم مشن گھانا، قرآن مجید میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مقام، اسلام کیا ہے، جناب Hon.Tom Cox کا ریویو اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے حالات زندگی پر مبنی مختصر پمفلٹ شامل تھے۔

جماعت احمدیہ کے بک سٹال پر آنے والے بعض غیر از جماعت مسلمان طلباء نے خاص طور پر جماعت کی کتب میں دلچسپی ظاہر کی اور اس خواہش کا اظہار کیا کہ اس قسم کے اسلامی لٹریچر کو وسیع پیمانے پر متعارف کروایا جائے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کے بک سٹال کے بارہ میں گھانا ٹیلی ویژن کے ایک پروگرام "Shop Window" میں بڑی تفصیل کے ساتھ ٹی۔وی۔ پر خبر نشر کی گئی۔ نیز حضور کی کتاب کی تقریب رونمائی (Launching) کی خبر گھانا ٹیلی ویژن کے خبرنامہ میں تفصیل کے ساتھ نشر ہوئی۔ اور ہفتہ کے روز ٹی وی کے پروگرام "This Week" میں دوبارہ یہ خبر نشر کی گئی۔

گھانا ٹیلی ویژن کے علاوہ ملک کے مشہور اخبارات نے بھی حضور کی کتاب کی تقریب رونمائی کو خصوصی کوریج دیا۔ جن میں مندرجہ ذیل اخبارات شامل ہیں:

Daily Graphic, Free Press, Weekly Spectator, The Ghanian Chronicle.

The Ghanian Chronicle نے کتاب کی تقریب رونمائی کی خبر کے علاوہ اپنے حالیہ شمارہ میں مکرم ابراہیم جیسی صاحب کا حضور کی کتاب پر تحریر کردہ ریویو بھی شائع کیا جو انہوں نے تقریب کے موقع پر پڑھا تھا۔

گھانا ٹریڈ فیئر اتھارٹی کی جانب سے منعقدہ بک فیئر کی اختتامی تقریب مورخہ ۱۰ر نومبر ۱۹۹۸ء کو منعقد کی گئی۔ جس میں مکرم ڈپٹی منسٹر آف ایجوکیشن مہمان خصوصی تھے جو مسلمان ہیں۔ چونکہ وہ ٹریڈ فیئر کی بک فیئر کمیٹی کے چیئرمین بھی ہیں انہوں نے انتظامیہ کو ہدایت کی کہ وہ اختتامی دعا کے لئے مکرم امیر و مشنری انچارج احمدیہ مسلم مشن گھانا (مولانا عبدالوہاب آدم صاحب) کو دعوت دیں۔ چنانچہ مکرم امیر صاحب نے اختتامی دعا کروائی۔ پروگرام کے اختتام پر حضور کی کتاب کی کاپیاں مکرم ڈپٹی منسٹر آف ایجوکیشن، ڈائریکٹر جنرل ٹریڈ فیئر اتھارٹی اور کمرشل مینجر صاحب ٹریڈ فیئر اتھارٹی کو پیش کی گئیں۔

بعض احباب کے تاثرات

جماعت کے سٹال پر تشریف لانے والے بعض احباب کے تاثرات ہدیہ قارئین ہیں:

a: "The work of author of the book: Revelation, Rationality, Knowledge and Truth is the masterpiece of the scholars in the contemporary world."

b: "I have gained a keen interest in Islam".

c: "A very good achievement".

d: "May Allah increase your life span to be able to spread the message of Islam"

e:"Doing well for Islam".

f: "Ahmadiyyat is the true reflection of Islam".

ٹریڈ فیئر میں جماعت کے بک سٹال اور حضور کی کتاب کی تقریب رونمائی کے سلسلہ میں بہت سے احباب نے دن رات محنت کر کے انتظامات مکمل کئے۔ قارئین الفضل کی خدمت میں ان سب احباب کے لئے دعا کی درخواست ہے۔

بقیہ: خطاب حضرت مصلح موعودؓ از صفحہ ۴

اس وقت میں پھر نصیحت کرتا ہوں اور باہر جانے والوں کو خصوصیت سے کہ ان کا بیکار بیٹھنا لوگوں کو نمایاں نظر آتا ہے۔ انگلستان شام اور دیگر ممالک کے لوگ چونکہ خود محنتی ہوتے ہیں اس لئے جب وہ مبلغ کو بے کار دیکھتے ہیں تو برا مناتے ہیں اور شکایت کرتے ہیں۔ وہ یہ تو کہتے ہیں کہ فلاں مبلغ بڑا دیندار اور بڑا قابل ہے مگر ساتھ ہی یہ بھی لکھتے ہیں کہ اسے لکھا جائے کہ زیادہ محنت اور مشقت سے کام کرے۔ پس آپ لوگ اپنے اوقات کو اس طرح لگائیں کہ دیکھنے والے محسوس کریں کہ کام کر رہے ہیں اور کام کرنے کے متعلق اپنا نقطہ نگاہ بدلیں۔ صرف تقریر کرنا کام نہیں بلکہ کام کا بہت وسیع میدان ہے۔ اب میں نے جو تقریر کی ہے اس کی وجہ سے میرا گلا بیٹھا جا رہا ہے لیکن یہاں سے جا کر میں ہاتھوں سے اور آنکھوں سے کام کر سکتا ہوں جبکہ گلا کام نہیں کر سکے گا۔ آپ لوگوں کو یہ میری دوسری نصیحت ہے اور میں سمجھتا ہوں یہ آپ کے بہت کام آسکتی ہے۔ پس اپنا نقطۂ نگاہ بدلو۔ **اپنے آپ کو محنتی بنائو۔ اپنے کام میں تنوع پیدا کرو۔ تا کہ نیک نتائج نکلیں۔ سلسلہ کو وسعت حاصل ہو۔ اور آپ لوگوں کی مستقل یادگاریں قائم رہیں۔**

(روزنامہ الفضل قادیان دارالامان ۹ر جنوری ۱۹۳۶ء صفحہ ۳ تا ۷)

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact: Anas Ahmad Khan
204 Merton Road London SW18 5SW
Tel: 0181-333-0921 \ 0181-448-2156
Fax: 0181-871-9398

fozman foods
BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS
2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX
TEL: 0181-553-3611

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملك)

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ

سلسلہ قادریہ کے بانی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کا اصل نام عبدالقادر بن ابی صالح تھا- آپؒ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسنؓ سے جاملتا ہے- آپؒ ۴۷۰ھ میں جیلان میں پیدا ہوئے اور ۱۸ سال کی عمر میں تحصیل علم کے لئے بغداد آئے اور پھر ساری عمر یہیں گزار دی- ۵۶۱ھ میں آپکی وفات ہوئی- آپؒ کی پندرہ تالیفات بتائی جاتی ہیں جن میں سے ایک مشہور کتاب 'فتوح الغیب' کے حوالے سے ایک مختصر مضمون مکرم انتصار نذر صاحب کے قلم سے روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲رجون ۹۸ء میں شامل اشاعت ہے-

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ نے پچاس برس کی عمر میں وعظ و نصیحت کا سلسلہ شروع کیا- چھ سال بعد آپکے شیخ کا مدرسہ بھی آپؒ کے سپرد کردیا گیا جس کے نتیجہ میں آپکے شاگردوں کے دائرہ میں وسعت آگئی- آپکا طرز بیان بہت سادہ اخلاقی نصائح پر مشتمل ہوتا تھا- 'اردو دائرہ معارف' میں لکھا ہے کہ آپؒ کے تصوف کی تعلیم ہوا و ہوس کے خلاف جہاد کرنے پر مشتمل ہے جو جہاد بالسیف سے افضل و اکبر ہے-

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ تقویٰ اور بزرگی کے ایک بہت اعلیٰ مقام پر فائز تھے- آپ فرماتے تھے کہ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاتا جب تک خدا مجھے نہیں کہتا کہ اے عبدالقادر تجھے میری ذات ہی کی قسم یہ کھانا کھا اور میں کپڑا نہیں پہنتا جب تک مجھے خدا نہیں کہتا کہ اے عبدالقادر تجھے میری ذات ہی کی قسم یہ کپڑا پہن-

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کی کتاب 'فتوح الغیب' ایک عظیم کتاب ہے جس میں عام فہم انداز میں بہت گہری نصائح کی گئی ہیں- حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اوائل عمر سے ہی یہ کتاب بہت پسند تھی- بعد میں حضورؑ نے آپؒ کے روحانی تجارب کا ذکر بھی اپنی کتب میں جابجا فرمایا اور اپنی ایک کتاب میں آپؒ کا ذکر سیدی و حبیبی کے الفاظ سے فرمایا ہے-

-......☆......☆......☆......-

یوگنڈ جورنال ڈیر جماعت

جماعت احمدیہ جرمنی کے جرمن زبان میں شائع ہونے والے سہ ماہی رسالے "یوگنڈ جورنال ڈیر جماعت" برائے موسم گرما ۱۹۹۸ء میں شائع ہونے والے بعض مضامین کا تعارف پیش ہے :

بچوں کو بدنی سزا دیئے جانے کے بارے میں مکرمہ لبنیٰ افضال صاحبہ رقمطراز ہیں کہ یہ بات قابل افسوس ہے کہ والدین کی اکثریت بچوں کو بدنی سزا دینے کے حق میں ہے اور اعداد و شمار ثابت کرتے ہیں کہ والدین کی اکثریت بدنی سزائیں دیتی بھی ہے- والدین اپنی صفائی میں جو بات پیش کرتے ہیں وہ بچوں کی نافرمانی اور اپنی انا ہوتی ہے-...... دراصل والدین کو بچوں پر تربیتی اثر ڈالنا چاہئے اور اُن کی شخصیت کو مضبوط بنانا چاہئے نہ کہ مارپیٹ کے ذریعے اُنہیں ذہنی طور پر ناکارہ ہونے دیا جائے- پیار و محبت اور حکمت کے ذریعہ بچوں کی اندرونی صلاحیتوں کو اجاگر کرنا چاہئے-

مکرم ہدایت اللہ ہیوبش صاحب جرمنی میں جنسی بے راہروی کے فروغ اور اس کے نقصانات کے بارے میں مختلف اعداد و شمار پیش کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ گویا سارے معاشرے نے جنسیات کو ہی خدا مان لیا ہے- اور ایسے معاشرے میں احمدی نوجوان کو کس طرح ردّ عمل دکھانا چاہئے اس سلسلہ میں وہ آنحضرت ﷺ، حضرت مسیح موعودؑ اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی مثالی ازدواجی زندگیوں کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہمیں اس نمونہ پر عمل کرتے ہوئے ایک بھرپور زندگی گزارنا چاہئے- ایک حدیث کے مطابق مسلمانوں کو جلدی شادی کرلینی چاہئے اور جو نوجوان شادی نہ کرسکتے ہوں انہیں روزے رکھنے چاہئیں اور خداتعالیٰ سے صراط مستقیم پر قائم رہنے کی دعا کرتے رہنا چاہئے-

-......☆......☆......☆......-

ششماہی "انصار"

مجلس انصاراللہ کیرلہ (بھارت) ایک ششماہی رسالہ "انصار" کے نام سے مالایالم زبان میں گزشتہ چھ سال سے شائع کررہی ہے جس کے ایڈیٹر مکرم بی محمد کویا صاحب ہیں- ہمیں اس کا اپریل تا ستمبر ۹۸ء کا شمارہ موصول ہوا ہے جس میں متفرق تربیتی مضامین سیرۃ النبی ﷺ، نجات کی حقیقت، ہستی باری تعالیٰ کے ثبوت، تفسیر القرآن، انصاراللہ کے بارے میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا ایک خطبہ جمعہ وغیرہ شامل اشاعت ہیں- اسی طرح مجلس انصاراللہ کے پروگراموں کے بارے میں ہدایات اور انصار کے لئے قرآن کریم کے حوالے سے ایک انعامی مقابلہ بھی شائع کیا گیا ہے-

-......☆......☆......☆......-

سب سے بڑا اسلامی ملک

انڈونیشیا دو یونانی الفاظ کا مرکّب ہے جس کا مطلب ہے سمندر اور جزائر- بیس کروڑ سے زائد نفوس پر مشتمل آبادی اور ساڑھے تیرہ ہزار سے زیادہ جزائر پر مشتمل یہ ملک آبادی کے لحاظ سے سب سے بڑا مسلمان ملک ہے جس کی ۹۰ فیصد آبادی مسلمان ہے- جزائر میں سے چھ ہزار سے زیادہ غیر آباد ہیں- ۲۵۰ سے زیادہ علاقائی زبانیں اور لب ولہجے انڈونیشیا میں موجود ہیں-

انڈونیشیا کی تاریخ اور تہذیب بہت پرانی ہے- یہاں سے دریافت ہونے والے بعض ڈھانچوں کے متعلق ماہرین کا خیال ہے کہ یہ لاکھوں سال پرانی گوریلا نما مخلوق کی نسل ہے- پتھر کے زمانہ میں یہاں سیاہ فام بونے آباد تھے جو قدیم آسٹریلوی باشندوں کے مشابہ تھے- انڈونیشیا کا قدیمی نام جزائر شرق الہند تھا جو ڈچ دورِ اقتدار میں ولندیزی جزائر شرق الہند کہلایا-

پہلے یہ علاقہ بدھ مت اور ہندومت کے زیر اثر آیا جو آٹھویں صدی عیسوی میں تجارت کی غرض سے یہاں پہنچے تھے- مسلمانوں کی یہاں آمد تیرھویں صدی عیسوی سے شروع ہوئی اور جلد ہی سماٹرا کی مسلم ریاست وجود میں آئی- یہاں کا راجہ مسلمان ہوگیا اور اُس کا اسلامی نام ملک الصالح رکھا گیا- پھر یہاں یورپین کمپنیاں آنی شروع ہوئیں جنہوں نے یہاں تسلط قائم کرلیا- یہاں پرتگالی، ولندیزی ڈچ، برٹش اور سپینش لوگ مختلف اوقات میں آئے اور بیسویں صدی تک قابض رہے- جنگ عظیم دوم کے دوران جاپان نے اس پر قبضہ کئے رکھا- آخر ۱۹۴۵ء میں انڈونیشیا نے سوئیکارنو کی قیادت میں ہالینڈ سے آزادی حاصل کرنے کا اعلان کردیا اور ۲۷ردسمبر ۴۹ء کو اسے ایک آزاد ملک کے طور پر تسلیم کرلیا گیا- سوئیکارنو کو ملک کا صدر بنایا گیا جنہوں نے ۱۹۶۰ء میں پارلیمینٹ توڑ دی اور تاحیات صدر بننے کا اعلان کردیا- ستمبر ۶۵ء میں اشتراکیوں کی بغاوت کو کچل دیا گیا اور لاکھوں افراد ہلاک ہوئے- ساٹھ کی دہائی کے وسط میں سوئیکارنو کا تاحیات صدر رہنے کا قانون ختم کردیا گیا اور مارچ ۶۷ء میں انہیں معزول کردیا گیا اور سہارتو نے اقتدار سنبھال لیا- سہارتو نے مسلسل اکتیس سال تک اقتدار میں رہنے کے بعد عوامی دباؤ میں آکر مئی ۹۸ء میں استعفیٰ دے دیا اور اپنی جگہ اپنے ایک قریبی ساتھی یوسف حبیبی کو ملک کا صدر مقرر کردیا-

ستمبر ۱۹۲۵ء میں حضرت مولانا رحمت علی خانصاحب قادیان سے سماٹرا (انڈونیشیا) پہنچے اور وہاں جماعت کا قیام عمل میں آیا- یہ مضمون روزنامہ "الفضل" ربوہ ۵رجون ۹۸ء میں مکرم محمد محمود طاہر صاحب کے حوالہ سے شامل اشاعت ہے-

-......☆......☆......☆......-

دنیا کا قدیم ترین عیسائی ملک

ایشیائے کوچک کے ایک پہاڑی ملک آرمینیا کا رقبہ ساڑھے گیارہ ہزار مربع میل اور آبادی قریباً ۳۵ لاکھ ہے- اس کی سرحدیں جارجیا، آذربائی جان، ترکی اور ایران سے ملتی ہیں- ایک زمانے میں یہ علاقہ آتش فشاں پہاڑوں سے بھرا پڑا تھا جو اب مُردہ ہوچکے ہیں- یہاں تین سو سے زیادہ چھوٹے بڑے دریا اور ایک سو سے زیادہ جھیلیں ہیں-

آرمینیا قدیم ترین عیسائی ملک ہے جو حضرت مسیح علیہ السلام کے وقت رومیوں کے زیر اثر تھا اور بنی اسرائیل کے جلاوطن قبائل کا ایک حصہ یہاں بھی آباد تھا جسے بعد ازاں ایرانی بادشاہوں نے یہاں سے نکال کر ایران کے مختلف شہروں میں آباد کیا- پہلے ایران، ترکی اور روس کے درمیان یہ علاقہ تقسیم ہوتا رہا حتیٰ کہ ۱۹۱۲ء میں روس اور ترکی کے معاہدے کے بعد اس کی آزادی سلب کرلی گئی اور سوویت یونین کے خاتمہ کے بعد یہ پھر ایک آزاد ملک کی حیثیت سے ابھرا-

آرمینیا کے متعلق کہا جاتا ہے کہ یہ سب سے پہلی عیسائی مملکت ہے اور یہاں نہایت قدیم زمانہ سے کلیسا قائم ہے- یہاں کی سرکاری زبان آرمینین یا ارمنی ہے جو ایک انڈو یورپین زبان ہے اور اس زبان کا رسم الخط بھی ایک عیسائی بزرگ Saint Mesropz نے بنایا تھا- یہ مختصر معلومات روزنامہ "الفضل" ربوہ ۶رجون ۹۸ء میں مکرم مظفر چودھری صاحب کے مضمون میں پیش کی گئی ہیں-

-......☆......☆......☆......-

ماہنامہ "مصباح" جون ۹۸ء میں شائع ہونے والی مکرم سعید احمد اعجاز صاحب کی نظم کے دو اشعار :

زیست کو ایسی روش دے جو پسند آئے انہیں
اُن کا منظورِ نظر ہو جاؤں وہ انداز دے
فاصلے مٹ جائیں ساری دوریاں ناپید ہوں
پاس ان کے بیٹھ جانے کا مجھے اعزاز دے

-......☆......☆......☆......-

مرکز عطیہ خون ربوہ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۰رجون ۹۸ء میں شائع ہونے والی مرکز عطیہ خون ربوہ کی ایک رپورٹ میں مکرم ڈاکٹر محمد احمد اشرف صاحب رقمطراز ہیں کہ یہ مرکز جولائی ۹۴ء میں مسجد مہدی میں قائم کیا گیا تھا جسے بعد ازاں گولبازار ربوہ کی ایک عمارت میں منتقل کردیا گیا- اپریل ۹۸ء تک اس مرکز کے ذریعے ۱۸۹۱ ضرورتمندوں کی خون کی ضرورت پوری کی گئی جن میں سے ۱۹۷ر افراد غیر از جماعت تھے- ۵۲ر افراد کو بلڈ بیگ بھی خود مہیا کئے گئے- اس دوران ۱۲۶۴ر خدام نے خون کا عطیہ دیا جبکہ ۲۷۰ خدام اور ۳۵۴ دیگر افراد نے Exchange کی بنیاد پر خون کا عطیہ دیا- نیز ۲۷۷۱ر خدام کی بلڈ گروپنگ مفت کی گئی- بیرونی ہسپتالوں میں بھی ۲۶۰ بیگ عطیۃً بھجوائے گئے-

-......☆......☆......☆......-

اعزازات

☆ مکرمہ ڈاکٹر عالیہ ملک صاحبہ نے ڈپلومہ اِن چائلڈ ہیلتھ کے امتحان میں پنجاب یونیورسٹی میں دوم اور پوسٹ گریجوایٹ میڈیکل انسٹی ٹیوٹ لاہور میں اول پوزیشن حاصل کی ہے-

☆ مکرم ظہیر احمد صاحب پنجاب یونیورسٹی کے انٹر ڈیپارٹمنٹ تیراکی کے مقابلہ جات میں تین مقابلہ جات میں اوّل آئے ہیں اور بہترین تیراک قرار پائے ہیں-

☆ عزیزہ ہبۃالہادی صاحبہ نے ۱۹۹۸ء میں ڈیرہ غازیخان بورڈ کے مڈل سٹینڈرڈ کے امتحان میں لڑکیوں میں اول پوزیشن حاصل کی ہے-

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission

11/12/98 - 17/12/98

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours. All times are given in British Standard Time. For more information please phone on +44 181 870 8517 or fax +44 181 874 8344

Friday 11th December 1998 — 21st Shabaan

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.50 Children's Corner: Quran Class, Pt 43 (R)
01.00 Liqa Ma'al Arab: Session No. 400
Rec: 06/05/98 (R)
01.55 Quiz: History of Ahmadiyyat - Pt70 (R)
02.40 Urdu Class (R)
03.45 Learning Arabic: Lesson No. 22 (R)
04.00 MTA Variety: Seerat Sahaba Hadhrat Qazi Zahoor ud Din Akmal Sahib (RA).
04.55 Homeopathy Class: Lesson No. 186 (R)
06.05 Tilawat, Seerat-un-Nabi
06.50 Children's Corner: Quran Class, Pt 43 (R)
04.10 Pushto Item: Hadhrat Masih Maud Ka Ishq e Rasool (SAW)
07.50 From The Archives: Majlis e Irfan
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No. 400 (R)
09.40 Urdu Class: (R)
10.50 Compters for Everyone: No. 88
11.20 Bengali Service: Quiz contest by Khuddam
12.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
12.50 Nazm, Darood Shareef
13.00 Friday Sermon - LIVE
14.05 Documentary: Safar Hum Nay Kiya, Marri
14.20 Rencontre Avec Les Francophones(New): Rec. 09.12.98
15.40 Friday Sermon (R)
16.55 Liqa Ma'al Arab: Session No. 401
Rec: 07/05/98
18.05 Tilawat Seerat un Nabi
18.25 Urdu Class (New):
Rec: 09/12/98
19.35 German Service: Die Kliene welt der talente Wilkommen in Deutschland.
20.35 Children's Class: Lesson No. 125, Part 2
21.05 Medical Matters: Heart Disease - Pt 6
21.45 Friday Sermon (R)
22.55 Rencontre Avec Les Francophones(New): Rec. 09.12.98 (R)

Saturday 12th December 1998 — 22nd Shabaan

00.05 Tilawat, Hadith, News
00.40 Children's Class: Lesson No. 125, Pt 2(R)
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No. 401 (R)
02.10 Friday Sermon (R)
03.10 Urdu Class (New): (R)
04.20 Computers for Everyone: Part No. 88 (R)
04.55 Rencontre Avec Les Francophones(New): Rec. 09.12.98 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.55 Children's Class: Lesson No. 125, Pt 2(R)
07.25 Saraiky Programme: Address by Huzoor Jalsa Salana Qadian - Rec: 26/12/94
09.05 Medical Matters: Heart Disease -Pt 6 (R)
09.45 Liqa Ma'al Arab: Session No.401 (R)
10.45 Urdu Class(New): (R)
12.05 Tilawat, News
12.40 Learning Danish: Lesson No. 5
13.10 Indonesian Hour: Tilawat, Hadith, More...
14.10 Bengali Service: Class on Hadhrat Isa (AS), More.....
15.10 Children's Class(New): Rec. 12/12/98
16.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 402
Rec: 12/05/98
17.25 Tafseer ul Kabeer: Programme No. 22
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.35 Urdu Class (New):
Rec: 11/12/98
19.50 German Service: Sports, Discussionskries.
21.10 Q/A Session: with Huzoor - Part 2
Rec: 14/11/98
22.15 Learning Danish: Lesson No.5 (R)
22.45 Children's Class(New): Rec. 12/12/98 (R)

Sunday 13th December 1998 — 23rd Shabaan

00.05 Tilawat, Seerat un Nabi, News
00.55 Children's Corner: Quran Quiz Pt 33
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 402 (R)
02.15 MTA Variety: Atomic Energy
03.05 Urdu Class(New): (R)
04.20 Learning Danish: Lesson No. 5 (R)
04.50 Children's Class(New): (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.40 Children's Corner: Quran Quiz Pt33 (R)
07.20 Friday Sermon (R)
08.33 Q/A Session: with Huzoor - Part 2
Rec: 14/11/98 (R)
09.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.402 (R)
10.40 Urdu Class(New): (R)
12.05 Tilawat, News
12.45 Learning Chinese: Lesson No.108
13:15 Indonesian Hour: Hadhrat Isa Al Masih AS
14.10 Bengali Service: Seeratul Mahdi -Pt 2, Quiz with Nasirat.
15.10 Mulaqat: with English speaking guests
Rec: 05/03/95
16.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.403
17.25 Albanian Hour: Prog. 2, Pt 2
18.05 Tilawat, Seerat un Nabi
18.25 Urdu Class(New):
Rec: 12/12/98
19.45 German Service: Nazm, Buch Gottes, Ihre Fraggen.
20.45 Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar Part 2
21.00 Dars ul Quran(No. 18): with Huzoor
Rec: 20/01/98
22.20 MTA Variety: Interview
23.10 Learning Chinese: Lesson No.108 (R)
23.40 Documentary: 'Moody Gardens' from USA

Monday 14th December 1998 — 24 Shabaan

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.55 Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar Part 2 (R)
01.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.403 (R)
02.15 MTA USA: Q/A with Huzoor - Pt 3
Rec:25/04/94 - Washington
03.05 Urdu Class(New): (R)
04.20 Learning Chinese: Lesson No.108 (R)
04.50 Mulaqat: With English Speaking Guests(R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.55 Children's Corner: Muqabla Hifze Ishaar Part 2 (R)
07.15 Dars ul Quran(No. 18): with Huzoor (R)
08.40 Liqa Ma'al Arab: Session No.403 (R)
11.00 MTA Sports: Kabadi from Pakistan
12.05 Tilawat, News
12.45 Learning Norwegian: Lesson No.86
13.15 Indonesian Hour: Jalsa Speech - New
14.10 Bengali Service: Seerat ul Mahdi - Pt3 From Darkness into Light.
15.10 Homeopathy Class: No. 187
Rec: 07/1/96
16.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.404
Rec: 19/05/98
17.20 Turkish Item: A talk about fasting - Pt2
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat
18.30 Urdu Class:
19.45 German Service:
20.50 Children's Class: Lesson No.124 -Pt 2
21.20 Quiz: Rohani Khazaine
22.05 Homeopathy Class: No. 187 (R)
23.10 Learning Norwegian: Lesson No.86 (R)

Tuesday 15th December 1998 — 25 Shabaan

00.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.45 Children's Class: Lesson No.124 -Pt 2(R)
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.404 (R)
02.15 MTA Sports: Kabadi from Pakistan (R)
03.05 Urdu Class: (R)
04.20 Learning Norwegian: Lesson No.86 (R)
04.50 Homeopathy Class: No. 187 (R)
06.05 Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.50 Children's Class: Lesson No.124 -Pt 2(R)
07.20 Pushto Item: Friday Sermon
Rec: 13.06.97
08.25 Quiz: Rohani Khazaine (R)
09.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.404 (R)
10.10 Urdu Class: (R)
11.25 Medical Matters: Child Care Part 2
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning French: Lesson No. 18
13.10 Indonesian Hour: Friday Sermon
Rec: 21/11/97
14.10 Bengali Service: National Ameer & guests...
15.10 Tarjumatul Quran Class(New):
Rec: 15/12/98
16.15 Liqa Ma'al Arab: Session No.405
Rec: 20/05/98
17.20 Norwegian Programme: Contemporary Issues.
18.05 Tilawat, Dars ul Hadith
18.10 Urdu Class
20.20 Children's Corner: Quran Class Pt 44
20.35 Speech: By Dr Iyaz Sahib - Ameer Uk from Jalsa Seerat un Nabi (Saw) 1998
21.35 Hamari Kaenat: No.152
22.00 Tarjumatul Quran Class: (R)
23.35 Learning French: Lesson No. 18 (R)

Wednesday 16th December 1998 — 26 Shabaan

00.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
00.55 Children's Corner: Quran Class Pt 44(R)
01.10 Liqa Ma'al Arab: Session No.405 (R)
02.15 Medical Matters: Child Care - Pt 2 (R)
02.35 Children's Corner: Waqfeen e Nau Pt 4
03.05 Urdu Class: (R)
04.10 Learning French: Lesson No. 18 (R)
04.50 Tarjumatul Quran Class: (R)
06.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat, News
06.45 Children's Corner: Quran Class Pt 44(R)
07.05 Swahili Programme: Interview Pt 1
07.50 Hamari Kaenat: No. 152 (R)
08.15 MTA Variety: Speech: By Dr Iyaz Sahib - Ameer UK (R)
09.15 Liqa Ma'al Arab: Session No. 405 (R)
10.15 Urdu Class: (R)
11.20 MTA Variety: Durr e Sameen Pt 10
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning German: Lesson No.2
13.00 Indonesian Hour: Al Masih Isa (AS)
14.05 Bengali Service: Friday Sermon
Rec: 19/06/98
15.05 Tarjumatul Quran Class(New):
Rec: 16/12/98
17.15 French Programme: Huzoor's address to Lajna Belgium. Rec: 02/05/98
18.05 Tilawat, History of Ahmadiyyat
18.30 Urdu Class:
19.50 German Service
20.50 Children's Class: Lesson No.126, Pt 2
21.25 MTA Lifestyle: Chawal Bhari Shimlah Mirch.
21.40 MTA Variety: Interview by Lajna
22.05 Tarjumatul Quran Class(New): (R)
23.10 Learning German: Lesson No.2 (R)

Thursday 17th December 1998 — 27 Shabaan

00.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
00.50 Children's Class: Lesson No.126, Pt 2 (R)
01.20 Liqa Ma'al Arab: Session No.406 (R)
02.25 MTA Variety: Durr e Sameen Pt 10 (R)
02.55 MTA Variety: Speech
03.20 Urdu Class: (R)
04.25 Learning German: Lesson No. 2 (R)
04.50 Tarjumatul Quran Class: (R)
06.05 Tilawat, Dars Malfoozat, News
06.55 Children's Class: Lesson No.126, Pt 2 (R)
07.25 Sindhi Programme: Friday Sermon
Rec: 22/11/96
08.30 MTA Lifestyle: Chawal Bhari Shimlah Mirch. (R)
08.45 MTA Variety: Interview by Lajna (R)
10.15 Urdu Class: (R)
11.20 Quiz: History of Ahmadiyyat - Pt 71
12.05 Tilawat, News
12.35 Learning Arabic: Lesson No.23
12.55 Indonesian Hour: Nabi Isa (AS), Silsilah Ahmadiyyat.
13.55 Bengali Service: Q/A with Huzoor Final Part (Germany), visit to Poncjo Mandir, More....
15.05 Homeopathy Class: Lesson No.188
Rec: 13/11/96
16.08 Liqa Ma'al Arab: Session 407
17.20 Bosnian Programme: Introduction to Ahmadiyyat.
18.05 Tilawat, Dars Malfoozat.
18.35 Urdu Class
19.45 German Service
20.45 Children's Corner: Quran Class No.45
21.05 From The Archives: Majlis e Irfan
Rec: 08/02/84 - Karachi
21.50 Homeopathy Class: Lesson No.188 (R)
22.55 Learning Arabic: Lesson No. 23 (R)

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (0181) 870 8517
Fax: (0181) 870 1095

Vol. 5 Friday, December 11, 1998 No. 50

گھانا انٹرنیشنل ٹریڈفیئر سنٹر میں

انٹرنیشنل بک فیئر (۴ تا ۱۰ نومبر) کے موقعہ پر

حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کی تازہ تصنیف

Revelation,Rationality, Knowledge and Truth

کے حوالہ سے خصوصی تقریب کا انعقاد

(رپورٹ: قریشی داؤد احمد ساجد۔ نمائندہ الفضل انٹرنیشنل ،گھانا)

جماعت احمدیہ گھانا کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی معرکۃ الآراء تصنیف Revelation.Rationality, Knowledge and Truth کی تقریب رونمائی کا پروگرام منعقد کیا گیا۔

حسن اتفاق سے گھانا انٹرنیشنل ٹریڈفیئر سنٹر (اکرا) کی جانب سے مورخہ ۴رنومبر تا ۱۰رنومبر ۱۹۹۸ء انٹرنیشنل بک فیئر (Book Fair) لگانے کا اعلان ہوا۔ اس موقع کی مناسبت سے جماعت احمدیہ گھانا کی طرف سے بھی بک فیئر کے موقع پر بک سٹال لگانے کا پروگرام بنایا گیا۔ نیز اس بک فیئر کی اہمیت کے پیش نظر یہ مناسب خیال کیا گیا کہ حضور انور کی تصنیف کو ملکی سطح پر خصوصاً اور بین الاقوامی سطح پر عموماً متعارف کروانے اور اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے لئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اجازت سے اس کتاب کی باقاعدہ تقریب رونمائی کی جائے۔

حضور انور ایدہ اللہ کی اجازت سے مورخہ ۷رنومبر ۱۹۹۸ء بروز ہفتہ تقریب کے لئے مقرر کیا گیا۔ تاہم عمومی تعارف کی غرض سے بک فیئر کے آغاز سے ہی یہ کتاب جماعت کے اسٹال پر رکھ دی گئی تھی۔

گھانا انٹرنیشنل ٹریڈ فیئر اتھارٹی کی جانب سے اس تقریب کے لئے ٹریڈ فیئر کا ایک معروف ہال African Pavillion مہیا کیا گیا۔

تقریب کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عربی قصیدہ میں سے کچھ اشعار پڑھے گئے۔ اس تقریب کی صدارت پروفیسر ڈاکٹر F.K.A. Allotey صاحب نے کی۔ پروفیسر ڈاکٹر الوٹے صاحب ایک مشہور سائنس دان کی حیثیت سے دنیا بھر میں جانے جاتے ہیں۔ آپ گھانا اٹامک انرجی کمیشن کے چیئرمین بھی ہیں۔

مکرم پروفیسر الوٹے صاحب نے سائنس کی تعلیم امپیریل کالج لندن سے حاصل کی اور آپ کو پروفیسر ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کا شاگرد ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔ نیز انہیں ٹریسٹے (اٹلی) میں مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کے قائم کردہ ریسرچ سنٹر میں کچھ عرصہ ریسرچ کرنے کا اعزاز بھی حاصل ہے۔

جیسا کہ حضور انور کی خواہش تھی کہ حضور کی یہ کتاب سائنس دانوں کو دی جائے۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل سے یہ انتظام فرمادیا کہ اس تقریب کی صدارت ایک مشہور سائنس دان نے کی۔

تلاوت قرآن مجید اور قصیدہ کے بعد مکرم مولوی محمد بن صالح صاحب نائب امیر دوم نے جناب Hon.Tom Cox صاحب ممبر برٹش پارلیمنٹ کا ریویو پڑھ کر سنایا جو انہوں نے جلسہ سالانہ یوکے کے موقع پر حضور کی کتاب کے بارہ میں پڑھا تھا۔ جناب Hon. Tom Cox کے ریویو کے بعد مکرم ابراہیم جیسی صاحب ہیڈماسٹر تعلیم الاسلام احمدیہ مسلم سیکنڈری سکول کماسی جو کہ ایک مشہور صحافی بھی ہیں نے حضور کی کتاب پر اپنا لکھا ہوا ریویو پڑھا۔

اس ریویو کے بعد مکرم و محترم امیر و مشنری انچارج احمدیہ مسلم مشن گھانا مولانا عبدالوہاب آدم صاحب نے کتاب کی باقاعدہ رونمائی (Launching) کا اعلان کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی یہ تصنیف اس لحاظ سے منفرد ہے کہ یہ مذہب کی قدیم اور جدید فلاسفی کی روشنی میں ہماری راہنمائی کرتی ہے۔ اور بحیثیت مذہب اس پر ابتدائے آفرینش سے بحث کرتی ہے۔ موجودہ دور میں تاریخی اعتبار سے انسان ایک خطرناک موڑ پر کھڑا ہے اور دنیا ایک مہلک قسم کی فلاسفی میں جکڑی ہوئی ہے۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ خدا موجود نہیں، بعض کے خیال میں اگر پہلے موجود تھا تو اب مردہ ہے۔ بعض کہتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور طاقت ہے۔ لیکن یہ کتاب ایک زندہ خدا کے وجود کو پیش کرتی ہے۔ انسان باوجود سائنسی ترقیات کے بے پناہ اخلاقی مسائل کا شکار ہے۔ یہ کتاب اخلاقیات کو بھی زیر بحث لاتی ہے۔

مکرم امیر صاحب نے حضرت مسیح موعودؑ کی کتب اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ کی بعض دیگر تصنیفات کے حوالہ سے ذکر فرمایا کہ خدا تعالیٰ موجود ہے اور زندہ ہے۔ نیز آپ نے فرمایا کہ ان کتابوں کے عناوین سے پتہ چلتا ہے کہ یہ کتب کن مسائل پر بحث کرتی ہیں۔

اسی طرح مکرم امیر صاحب نے ذکر فرمایا کہ آج کے دور میں کوشش کے باوجود انسان انصاف، امن اور مذہبی رواداری جیسے مسائل کو حل نہیں کر سکا۔ آج مذہب کو دنیا میں خونریزی کے لئے استعمال کیا جارہا ہے۔ لیکن اس کتاب کے مطالعہ سے انسان کو ان مسائل کا حل مل سکتا ہے۔

مکرم امیر صاحب نے فرمایا اگر ایک شخص دیانتداری سے اس کتاب کا مطالعہ کرے تو اسے اللہ تعالیٰ کو مشاہدہ کرنے کی توفیق مل سکتی ہے اور یہی انسان کی پیدائش کا مقصد ہے۔

انہوں نے کہا کہ پروفیسر ڈاکٹر الوٹے جیسے مشہور سائنس دان کا اس کتاب کی تقریب رونمائی کی صدارت کرنا بھی اس بات کا ثبوت ہے کہ یہ کتاب بنی نوع انسان کے لئے بڑی اہمیت کی حامل ہے۔

اس تقریب میں گھانا انٹرنیشنل ٹریڈ فیئر سنٹر کے ڈائریکٹر جنرل جناب Col.(Ret)Seth Kwaw صاحب جو کہ عیسائی ہیں نے بھی ٹریڈ فیئر کے کمرشل مینجر صاحب کے ہمراہ شرکت کی۔ ان کے علاوہ بعض غیر از جماعت مسلمانوں نے بھی تقریب میں شرکت کی جن میں ڈاکٹر عبداللہ احمد صاحب لیکچرار سکول آف ایڈمنسٹریشن یونیورسٹی آف گھانا (لیگون) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ یہ دوست گھانا براڈکاسٹنگ کارپوریشن (GBC) میں اسلامی پروگراموں کے چیئرمین بھی ہیں۔

پروگرام کے اختتام سے قبل جناب پروفیسر الوٹے صاحب نے اپنے صدارتی ریمارکس میں کہا کہ میرا جماعت احمدیہ کے ساتھ بڑا دیرینہ تعلق ہے اور میں احمدیوں کو بڑا سچا، دیانتدار اور قابل اعتماد سمجھتا ہوں۔ اس ضمن میں انہوں نے اپنے چچا کا ذکر کیا جو احمدی تھے۔ نیز مکرم ڈاکٹر عبدالسلام صاحب مرحوم کا بھی ذکر کیا۔

انہوں نے اس بات کو اپنے لئے باعث سعادت سمجھتے ہوئے ذکر کیا کہ ۱۹۸۰ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ نے گھانا کے دورہ کے دوران کوامے نکرومہ یونیورسٹی آف سائنس اینڈ ٹیکنالوجی کماسی سے خطاب فرمایا تو اس تقریب کی صدارت کرنے کی سعادت بھی انہی کے حصہ میں آئی۔ ڈاکٹر الوٹے صاحب اُس وقت اس یونیورسٹی کے ایکٹنگ وائس چانسلر تھے۔

جناب ڈاکٹر الوٹے صاحب کے ان ریمارکس کے بعد حاضرین تقریب نے اس موقعہ پر حضور کی کتاب کی کاپیاں خریدیں۔ الحمد للہ کہ اس موقعہ پر ۱۵۱ کتب فروخت ہوئیں۔ اس طرح ٹریڈ فیئر میں جماعت کے بک سٹال سے بھی بہت سے احباب نے کتاب خریدی نیز دیگر کتب میں بھی دلچسپی ظاہر کی اور کئی کتب خریدیں۔

الحمد للہ کے جماعت احمدیہ کا سٹال پورے بک فیئر میں بعض لحاظ سے نمایاں تھا۔ اول یہ کہ پورے بک فیئر میں صرف جماعت کا بک سٹال ایسا تھا جہاں پر قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم موجود تھے۔ نیز MTA کی براہ راست (Live) نشریات کا انتظام سیٹلائٹ ڈش کے ذریعہ کیا گیا تھا۔ علاوہ ازیں حضرت مصلح موعودؓ کی تفسیر کبیر کا عربی ترجمہ بھی لوگوں کی خصوصی توجہ کا مرکز بنا۔

اسی طرح جماعت کے بک سٹال پر کتب کے علاوہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء کی بڑے سائز کی تصاویر بھی لگائی گئی تھیں جو لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کرواتی تھیں۔

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کی کتاب کی تقریب رونمائی سے قبل اخبارات، ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے ذریعہ اس تقریب کے انعقاد کا اعلان کیا گیا تھا۔ نیز یہ اعلان بھی کیا گیا کہ تقریب کے بعد یہ کتاب بک فیئر کے دنوں میں جماعت کے سٹال سے دستیاب ہوگی جس کے بعد نیشنل ہیڈکوارٹر اکرا اور دیگر ریجنل ہیڈکوارٹرز سے بھی دستیاب ہوگی۔

مکرم امیر صاحب نے اپنے بیان میں فرمایا کہ کتاب کی تقریب رونمائی کے موقعہ پر مکرم ڈاکٹر الوٹے صاحب نے ان سے دریافت کیا کہ کیا آپ کا پروگرام بھی عام کتابوں کی تقریب رونمائی کی طرح ہوگا کہ کتاب کو نیلام کیا جائے۔ یہاں اس بات کی وضاحت ضروری ہے کہ عام طور پر یہاں جب کوئی کتاب متعارف کروائی جاتی ہے تو اس کی پہلی دوسری اور تیسری کاپی پر لوگ بولی لگاتے ہیں اور جس کی بولی سب سے زیادہ ہو وہ کتاب لیتا ہے اور عام طور پر اس قسم کے خریداروں کا پہلے سے انتظام کیا جاتا ہے۔ مکرم امیر صاحب نے فرمایا کہ ہمارا ایسا کوئی پروگرام نہیں کیونکہ ہم مذہبی جماعت ہیں۔ اس پر مکرم ڈاکٹر الوٹے صاحب نے فرمایا کہ میں جماعت سے اس بات کی توقع رکھتا تھا کیونکہ احمدیوں کی یہی روایت ہے جو انہیں زیب دیتی ہے۔

جماعت کے بک سٹال پر آنے والے

(باقی صفحہ نمبر ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کردے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے۔